

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ  
 ۲۸۶  
 يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يَحَقِّقَ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ

# کلماتِ کمال

مصنّفہ

حضرت شاہ سید کمال الدین المعروف شاہ کمال قدر اللہ سرہ

مترجمہ

حضرت الحاج مولانا صحو شاہ علیہ الرحمۃ

ترتیب و تبویب

اشاعت اول

مولانا غوثوی شاہ

۵ جنوری ۱۹۹۱ء

خلفہ جانشین حضرت مولانا صحو شاہ

قیمت پچیس روپے

# تعارفِ کتاب

کلماتِ کمالیہ کے نام سے یہ کتاب فارسی زبان میں بہت سے ادق مسائل پر حاوی نہایت ہی جامع و مبسوط اور شاہکار تصنیف ہے۔ پیر و مرشد حضرت صحوٰ شاہ علیہ الرحمہ نے اپنے ایک ”رسالہ“ ”رسالہ النور“ ۱۳۵۷ھ میں قسط واری اردو ترجمہ پیش کیا تھا۔ اس کتاب کے ترجمہ میں حضرت قبلہؒ کے ساتھ حضرت کے پیر بھائی مولانا سید قاسم شاہؒ بھاری کا تعاون حاصل رہا۔ اور اس کتاب کی اشاعت کا حق حضرت قبلہ پیر صحوٰ شاہ علیہ الرحمہ نے ”خرمن کمال“ کی اشاعت کے موقع پر بنیرہ گان حضرت شاہؒ سے جو کہ میسور (کوٹناٹک) کے رہنے والے ہیں حاصل کر چکے ہیں۔ انہوں نے ایک تصویر بھی حضرت قبلہؒ کو غنایت کی تھی جو کہ ”خرمن کمال“ کے صفحہ (۲۱۱ تا ۲۱۲) درج ہے۔ اہم اقتباس پیش ہے۔



مولانا صحوٰ شاہ صاحب ابن حضرت پیر غوثی شاہؒ کا وجود مرہونِ دکن کے لئے یاغثہ فیضان ہے۔ موصوف نے مخزن العرفان

کا اہم انتخاب موسومہ ”خزینہ کمال“ شائع کر کے گویا دریائے  
 عرفان کو کڑھ میں سمودیا ہے اُن کی یہ خدمت نہ صرف وابستگان  
 سلسلہ کمالیہ بلکہ شائقین تصوف کے لئے ایک نعمت بے بہا ہے  
 جو بزرگانِ سلف اور بالخصوص حضرت شاہ کمالؒ کی روح پر فتوح  
 کی خوشنودی کا باعث ہے۔ ہم خود بھی اس تعلق سے بہت  
 مسرور ہیں۔ فقط

بزرگانِ حضرت شاہ کمالؒ آستانہ حضرت مقبلؒ کے  
 صاحبزادہ حضرت اجملؒ مظلہؒ اور ان کے برادرزادہ حقیقی و خلیفہ  
 مجاز حضرت واصلؒ دام اقبالہم کی طرف سے ہے۔

### الحاصل

اس کتاب کی جلوہ ریزی کے انتظار میں کئی اہلِ دل روشن  
 ضمیر چشمِ براہ تھے بالآخر وہ حضرت مولانا غوثی شاہ کی نگرانی  
 میں منصہ شہود پر جلوہ فگن ہو گئی۔ یقیناً طالبانِ توحید و دل  
 دادگانِ تصوف کے لئے یہ ایک نعمتِ عمرِ مترقبہ ہے۔ خدا  
 کرے کہ مولانا موصوف مظلہؒ کی نگرانی میں ایسی ہزار کتابیں  
 جلوہ ریز ہوتی رہیں۔

واضح باد کہ کلماتِ کمالیہ کے جو تین حصے کئے گئے





(تذکرہ حضرت مصنف)

## کمالِ کلماتِ کمالیہ

حضرت شاہ سید کمال الدین بادشاہ بخاری (ثانی) جنوبی ہند کے مایہ ناز مشائخین سے تھے۔ جن کا سلسلہ نسب پندرہ واسطوں سے حضرت جلال الدین بیکر سرخ بخاری کے پوتے حضرت مخدوم جہانیاں گشت سے جا ملتا ہے۔ یہ بخاری قائدانہ عظمیٰ اور چھوٹا ہوا گلبرگہ پہونچا۔ جہاں حضرت مخدوم کے دادا سید کمال الدین بخاری (اول) کے پر دادا حضرت جلال الدین بخاری سے جو گلبرگہ تشریف لائے تھے حضرت خواجہ بندہ نواز کے بڑے صاحبزادہ محمد اکبر کے چھوٹے پوتے شاہ حسن کی صاحبزادی خورہ بی بی سے عقد نکاح ہوا۔ اور ان کے صاحبزادہ حضرت کمال الدین بخاری (اول) نے گلبرگہ سے بیجاپور کو تول اور کٹر یہ ہوتے ہوئے لاکھنؤ میں سکونت اختیار فرمائی۔

حضرت سید نور الدین بادشاہ بخاری منجھلے اور حضرت سید محمد حسینی شاہ بیکر بخاری (اول) بڑے مہاشائی تھے۔ جو آپ کے شیخ طریقت بھی ہیں جو کو اپنے والد حضرت سید جمال الدین بخاری (اول) سے اور ان کو اپنے والد حضرت سید کمال الدین (اول) بیعت و خلافت تھی۔ آپ کو علوم

طاہری اور باطنی کی تکمیل کے ساتھ مختلف زبان و ادب میں بھی جہارت  
تھی۔ شاعری سے فطری ذوق تھا۔ کمال اور کمالات تخلص فرماتے تھے  
گویا فیضانِ رحمان نے اپنا شاگرد بنالیا تھا۔ تب ہی تو مضامین کا  
سلسلہ لاقتنا ہی تھا کہ آپ کے قلم فیضِ رحم سے نغمہ و نور کے منظوم  
و مترنم دریا کے روپ میں موجزن تھا۔ آپ نے شعر کے پردے میں  
بہت سے رموز و خواص کو کھلے دل سے کھلے لفظوں میں قلم بند  
فرمایا۔ آپ اردو کے قدیم و کھنی شاعر و دل میں خصوصی اختیار اور  
ناریجی شخصیت کے حامل ہیں۔ مشہور شعرا میں سراجِ دکھنی اور  
عبدالولی عزت آپ کے معاصرین سے تھے۔ ہم عصر مشائخین میں  
حضرت خواجہ رحمت اللہ نائبِ رسول اللہ اور قطب دیور حضرت  
شاہ عبداللطیف (ثانی) قادری جیسے افراد کو آپ سے بے حد ملوس  
اور عقیدت مندانہ لگاؤ تھا۔

والی میسور نواب حیدر علی مرحوم، شیو سلطان شہید اور اکثر  
امرئے سلطنت و اعیانِ شہر آپ کے معتقدین و مریدین سے تھے  
نواب معین الدین خاں جو شیو کی بساطِ سیاست کا اہم چہرہ تھا۔  
اصل میں یہ بھی خفیہ سازشی گروہ کا رکن ہی تھا۔ تاریخ میں اسے  
غدار بتایا گیا ہے۔ یہ بھی اپنی خوش قسمتی سے حضرت کا نقشِ بردار  
تھا۔ جس کی جو فروش گندم نما و فاداری کا علم جب حضرت کو سلطان  
شیو کے مقبول ہونے کے بعد ہوا تو آپ نے نہ صرف اس پر خفگی کا اظہار

فرمایا بلکہ آخر وقت تک اس کا منہ بھی نہیں دیکھا۔ آپ کے خلفاء  
 میں حضرت سید علاء الدینؒ اور زبان کی قدیم (مشہور منظوم کتاب  
 ”مصابیح الحیات“ کے مصنف حضرت میر حیاتؒ اور آپ کے  
 صاحبزادہ سید یوسف علی شاہ اکملؒ کے نام مشہور ہیں اولی الذکر  
 سے ان کے فرزند حضرت سید برہان الدین شاہ حقانیؒ جو حضرت  
 شاہ کمالؒ کے داماد بھی تھے۔ ان سے حضرت سید سلطان محمود اللہ شاہؒ  
 کو اور ان سے حضرت کمال اللہ شاہ المعروف چھلی والے شاہؒ تک  
 سینہ بہ سینہ انتقال فیضان ہوتا رہا۔ پھر ان کے جانشین کی حیثیت  
 سے حضرت میر غوثی شاہؒ کے ذریعہ سارے ہندوستان کے علاوہ  
 بیرونی ممالک میں توحید حقیقی اور تصوف قرآنی کا شہرہ عام ہوا۔  
 تصانیف میں حضرت کی بہت سی فارسی اور اردو کتابیں  
 یادگار ہیں جو نظم و نثر میں ترجمہ تالیف اور مختلف فنون پر مشتمل  
 ہیں ان میں سے اکثر چھپ بھی چکی ہیں۔ تصوف میں پیش نظر کتاب  
 کلماتِ مکالمیہ غیر مطبوعہ فارسی زبان میں بہت سے ادق مسائل  
 پر حاوی نہایت ہی جامع و مبسوط اور شامکار تصنیف ہے۔

دیوانِ کمال فارسی غیر مطبوعہ کلام ہے۔ ”محزون العرفان“  
 کے آخری صفحات میں فارسی کے چند متفرق ابیات صنفِ شاعری  
 کے نمونہ کے طور پر درج ہیں۔ اور ساتھ ہی آئین فارسی غزلیں بھی  
 چھپی ہیں۔ جن میں ایک حضرت امیر خسروؒ کی مشہور غزل کے متبع  
 میں ہے۔ اور وہی یہاں بطور نمونہ کلام درج ہے۔ بہت ہی مرصعہ  
 سیر زلفت بودا در چہ اندر از درِ موسیٰ  
 لبِ لعل ترا معجزہ معجزہ معجزہ عیسیٰ

رخت از رحمت است آیت چہ آیت آیت مصحف  
 چہ مصحف مصحف صنعت چہ صنعت چہ صنعت مولیٰ  
 زہ چشم و فیم غمزہ چہ غمزہ غمزہ فتنہ  
 چہ فتنہ فتنہ مردم چہ مردم مردم دانا

خرا ماں قد تو دودھ چہ دودھ دودھ طویلی  
 چہ طویلی طویلی حجت چہ حجت حجت الماویٰ  
 توئی ساتی بدہ ساغر چہ ساغر ساغر قرقف  
 چہ قرقف قرقف متی چہ متی متی البقا

توئی حق را اتم منظر چہ منظر منظر رحمت  
 چہ رحمت رحمت مستی چہ مستی مستی اشیاء

نبی بودی نہ بود آدم چہ آدم آدم خاکی  
 چہ خاکی خاکی عالم چہ عالم عالم اسما

تو ہستی از ہمہ اول چہ اول اول آخر  
چہ آخر آخر باطن چہ باطن باطن پیدا

زہ قرآن ترا حجت چہ حجت حجت دعویٰ  
چہ دعویٰ دعویٰ قضیہ چہ قضیہ قضیہ امریٰ

دُرودش بر تو باد افضل چہ افضل افضل کمال  
چہ کمال کمال اعظم چہ اعظم اعظم اعلیٰ

کمالی طالب مطلب چہ مطلب مطلب رویت  
چہ رویت رویت طلعت چہ طلعت طلعت زیبا

معارف اور حقائق کے مضامین میں بطرز سوال و جواب  
”حسن السؤال حسن الجواب“ لایق استفاضہ کتاب ہے۔ اردو زبان  
میں منظوم ہے جس کی اشاعت بھی ادارہ النور کے زیر غور ہے  
حضرت کا مسلک توحید و جود ہی تھا۔ وحدۃ الوجود اور عینیت  
وغیرت کے نازک مسائل میں حضرت کو حد درجہ انتہاک رہتا جو ہمیشہ  
آپ کی تقریر و تحریر کا جزو لاینفک تھا ذیل کے چند اشعار ہمارے  
اس دعویٰ پر شہاد ہیں۔

صوفیہ کا یاد رکھ قاعدہ کلیہ  
خلق نہ ہو جائے حق عباد نہ ہو جائے رب  
کہ تو حقیقی دوئی عالم وحی میں بیہوش  
ورنہ حقائق کے بیچ لاف نہ کر موند لب

وحدتِ مطلق میں ایک جالی سمجھ لو جو ہر دیکھ  
عالمِ اللہ ہے سب سو وہی، وہ سوسب

معرفت کی ہوا میں اڑنے کو  
غینیتِ غیریتِ دوپر ہوتا

عینیت میں مست ہوں اور غیریت میں ہوشیار  
دم بہ دم یہ بے خودی وہ ہوشیاری پس مجھے

بے عینیت عقائدِ شرکِ خفیہ لیکن  
بے غیریت حقائقِ کفرِ صریح دیا وہ

ہے وحدۃ الوجود کے ہر چند اعتبار  
خالقِ ملاحدہ نہ حلالقِ علیحدہ

حذا موجود تھا اول نہ تھا غیر  
وہ غیر اب بھی عدم ہے گر تو سمجھے

عبدالرب ہے سو کچھ عجب ہے اسے  
 ایک سب سے سو کچھ عجب ہے اسے  
 نین عجب غیر ہم احمد احمد  
 رب عرب ہے سو کچھ عجب ہے اسے

یک اول و یک آخر یک باطن و یک ظاہر  
 کو تو یہ کمالی تو دو حیا رکھتی ہے  
 کہ نہ غیریت میں دیکھو کس طرح  
 آملی ہے طرفہ غیبت نومی

یک جانتا حقیقت اللہ و عبد کو  
 المحاد و کفر و زندقہ رذلت جو دے  
 ذات و صفات میں ہے خدا خلق سے جدا  
 ان کی کرے عقیدہ جامی مصدق

اشیا کی عین میں ہے خدا فی ذواتہا  
 فرمے شیخ اکبر صوفی مستقی

حضرت شیخ اکبر اور دیگر صوفیاء متقدمین سے بھی آپ کو عقیدت

تھی جیسا کہ اوپر کے دو شعروں سے ظاہر ہے، چونکہ طریقت میں قادر یہ  
 چشتیہ، نقشبندیہ اور دوسرے سلاسل کی کڑیاں بھی آپ سے آلی  
 ہیں۔ اسی لئے آپ کو ہر سلسلہ کے اشغال و سلوک اور اس کی جملہ اصطلاحات  
 پر عملاً مجبور تھا۔ مزاج میں استغناء و توکل کے جوہر نمایاں تھے۔  
 یا جو دیکھ شاہوں کے شاہ تھے مگر ظاہر بھی غیرانہ و درویشان بانپین کی  
 تصویر تھا کہ جس کے گوشہ آبر وادر نیم والگاہوں کے سامنے شاہانہ  
 غرور و جلال بھی خمیدہ اور نیچی نگاہ کئے ہوئے تھا۔ سُکرو صبحو اور جذب  
 و سلوک کی کیفیت آپ پر یکساں طاری رہتی اور آپ کو جہاں  
 استغراق یہ یافت رہتا وہیں اشتیاق یہ شہود بھی آپ کا رنگ طبیعت  
 تھا۔ آخر اسی وجد و سرور خودی اور کیفِ بے خودی کے عالم میں  
 آپ وہاں پہنچ گئے۔ جسے حضرت مولانا رومؒ نے ”نہایات  
 وصال“ کہا ہے۔

من شدم غریاں ز تن آواز خیال

حی خراحم تا نہایات وصال

سن ۱۱ صفر بارہ سو چوبیس، ہجری میں آپ نے انتقال فرمایا۔  
 گر مکتبہ ضلع چنور آندھرا میں جہاں آپ کے خداجد کا مزار ہے  
 وہیں پائین میں اب آپ کا جسدِ خاکی بھی استراحت فرما رہا ہے۔  
 لے صبا ائے پیک دور افتاد گال اشکِ بابرِ خاکِ پاکِ اور سال  
 ”ماخذ از خرمین کمال“



## بیان اپنا

مجھے خوشی ہے کہ میں نے اپنے والد محترم حضرت صحوٰ شاہ علی اللہ تعالیٰ کی پوری  
کی ابتداء میں ان کی دیرینہ خواہش کو (بصورت کتاب ہذا) پوری  
کی ہے

یہ صدقہ ہے رسول پاکؐ کا یا ان کی عنایت ہے

ہجوم برق بھی آشیان میرا سلامت ہے

حضرت شاہ کمال قدس اللہ سرہ کی روح پر فتوح کو حد او ندیم  
اپنی طرف سے ہماری جانب سے بہترین جزا و عطا کرے۔ یقیناً ان کی  
تعلیمات کے صدقے میں آج ان ہی کی زبانی یہ مقام کچھ تو حاصل ہو ہی  
گیا ہے کہ

بار در بار گاہ ہے ہم کو      قربِ ماتحت شاہ ہے ہم کو  
میں ہے موقوف و عداۃ فردا      آج وید اللہ ہے ہم کو

فقط

الفقیر الی اللہ  
غوثی شاہ

”بیت النور“

چنیل گڑھ حیدرآباد  
۵ جنوری ۱۹۹۱ء

## صفحہ تبرک

جس طرح ”محزون العرفان“ اور ”خرمن کمال“ کے آغاز میں حضرت شاہ کمالؒ کے بڑے بھائی جو آپ کے پیر و مرشد بھی ہیں۔ کا کلام بطور تبرک پیش کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی کچھ اشعار تبرکاً پیش کئے جا رہے ہیں۔ مگر روح حضرت شاہ کمالؒ اپنے شیخؒ کے کلام کے اندر انجسے اس کوشش کو قبولیت کا شرف بخشے۔ (ادارہ)

## مسائل اصطلاحی

ذات کو شے کے تین ہے انقلاب	او صفت کو انقلاب و السلاب
چونکہ آب آتش نہ ہوئے عکس تینر	سلب نہ ہوئے عرق آتش عرق آب
نہ ہوئے صرف علم محض وجود	حال بیداری نہ ہوئے حال خواب
نہ مبدل ذات نامتغیر صفات	یہ عقائد سنت و راہ صواب
کیا فنا اور کیا بقا موت و حیات	یاد غفلت انکشاف احتجاب
عنیت اور غیریت وصل و فراق	ذوق و صدق و نفس رب و نقاب
لفظی اور اثبات اور قرب و حضور	نہ خودی دیا خودی کشف و حجاب
یہ مسائل اصطلاحی ہیں سمجھ	یکہ بریکہ واللہ اعلم بالصواب

کرتلاوت رات دن اپنا وجود  
یا تدبیر میر در ہر فضل و باب

ماخذ از: شہ میری اولیاء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَمَّا كَانَ مَخْفِيًّا عِنْدَ فِيْ غَيْبِ هُوِيَّةٍ وَ  
حَضَرَتْ اَحَدِيَّةُ الْمُسْنٰى بِوَجُوْدِ وَعْدِ الْعَدَمِ وَقُصَارِ عَالَمِ اَبْدَانِ  
اَجْمَالِ - الخ

جز پر تو ذاتِ ایں و آلِ چیت  
تیرے نور کے پر تو کے سوا یہ اور وہ کیلے  
ز رُمنہ محسنِ دلبرِ ایں چیت  
حسنِ دلبرِ ایں کے آئینہ سے اور کیلے  
دلِ را بہرِ دکشاں کشاں چیت  
کھنچ کھنچ کر لیجا رہا ہے اور کیا ہے  
بے پردہ مشرکِ ز من نہاں چیت  
بے پردہ ہونے نہرے سے پھر نہاں کیلے

جز سایہِ جہر تو جہاں چیت  
تیرے سوا آفتاب کے سایہ کے سوا یہ جہاں کیلے  
جز عکسِ جمالِ تو نمایاں  
تیرے جمال کے عکس کے سوا جو دکھاؤں دیر ہے  
جز صورتِ تو بگوئے معنی  
تیرے صورت کے سوا کوئی نہ معنوی میں دل کو  
در پردہ چرامنائی ام روئے  
پردہ میں کس لئے دکھا رہا ہے اپنی صورتِ ہم کو

خود بہ الباس دیگر اں چیت  
 اپنے کو دوسروں کے لباس میں دکھایا گیا ہے  
 ذاتِ دیگر و صفات اں چیت  
 دوسرے کی ذات اور اس کی صفات کیا ہے  
 غیر تو قدیم جاوداں چیت  
 تیرے سوا قدیم ہمیشہ رہنے والا کیا ہے  
 اول آخر نہاں عیاں چیت  
 اول۔ آخر۔ باطن۔ ظاہر کیا ہے  
 بے قرب تو کون و کن کہاں چیت  
 تیرے قرب کے بغیر علم کون و مکان کیا ہے  
 جز آئینہ وجود ماں چیت  
 آپ کے وجود کے آئینہ کے سوا کیا ہے  
 اسماء و صفات ہمگاں چیت  
 تمام کے اسماء و صفات (بجز اس کے) کیا ہیں  
 این عالم و عقل و نفس و جاں چیت  
 یہ عالم اور عقل اور نفس و جاں (بجز اس کے) کیا ہیں  
 این مرتبہ دل و جاں چیت  
 یہ مرتبہ دل اور جاں کا در کیا ہیں  
 این جملہ زمین آسمان چیت  
 یہ زمین آسمان جملہ (بجز اس کے) اور کیا ہیں

گوئی کہ مراد تو زدید ن  
 گویا تیرا مقصد دیکھنے سے ہے  
 ذات یہ صفات خویش موجود  
 تیری ذات اپنے صفات سے موجود ہے  
 خود ہستی و بودی و باش  
 خود ہے اور محقق اور رہے  
 جز تو کہ مقید و کہ مطلق  
 سوا تیرے کیا مقید اور کون مطلق  
 موجود کہ بے محبت تو  
 تیری محبت کے بغیر موجود کون ہے  
 این نیستی حقیقی ما  
 ہماری یہ حقیقی نیستی  
 اسماء و صفات را اطلاعات  
 اسماء و صفات کے لئے جو تیرے سائے ہیں  
 تنہی یہ وجود را مرآتیت  
 وجود کی تنہی یہ کے لئے آئینے ہیں  
 ز جان و صفات را محالیت  
 صفات کے اجمال کے لئے یہ تجسلی گاہ ہیں  
 تفصیل صفات را مظاہر  
 صفات کی تفصیل کیلئے یہ مبظاہر ہیں

ذات و صفت اسم فعل شاں چہ  
 یہ ذات و صفات فعل و اسم اذکے کیا  
 بعثت رسل و پیغمبرانِ حید  
 رسول اور پیغمبروں کی بعثت (وجہ)  
 توحید بجز رہ عیاں چہ  
 توحید درمیانی راستے کے سوا کیا  
 بالآخر ازیں دیگر عیاں چہ  
 اس سے بڑھ کر دوسرا بیان کیا  
 دانی یہ یقین کہ خزانہ چہ  
 جانے تو یقین کے ساتھ غیر کمال کے اس کا

بیگانہ کہ نہ با تو اعیان  
 اگر عیاں تیرے بیگانہ ہیں (غیر)  
 تو یگانہ اند بالکل  
 اور اگر تیرے بیگانہ (میں) بالکل بیگانہ ہیں  
 ایں سوا شراک و زان سوا الحاد  
 اس طرف اشتراک اور اسکی جانب سے الحاد  
 در معرفت کہ شراک و مرادت  
 تیری معرفت میں جو حاصل مراد ہے  
 از ہستی تو کمال حاصل  
 تیری ہستی سے کمال حاصل ہے

## فی المناجات حضرت فاضل الحاجات

مناجات در گاہ تاقی الحاجات میں

برا و جیکی رسا تم اے دوسرے  
 یکتائی یعنی توحید کی عہدی پر پہنچا جھکا  
 از شرک خفی بجا تم اے دوست  
 شرک خفی سے جو میری جاں میں رہے نہ  
 با علم و یقین گما تم اے دوسرے  
 علم و یقین کے ساتھ میرے گمان کو اے دوسرے

دوئی رہا تم اے دوست  
 دوئی کے قید رہا کر مجھے اے دوست (اے دوست)  
 یہ صحت و وحدت مفید  
 وحدت مفید کے صحیح طریقہ سے  
 از وحدت مطلقہ بدل گئی  
 وحدت مطلقہ سے بدل دے

چیز نے نہ شریک باہم اے دوست  
کوئی چیز میری شریک نہ رہے دوست  
کا بخانہ رسد بیانم اے دوست  
اُس مقام پر نہ پہنچے میرا بیان اے دوست  
گو یکم نہ موجد باہم اے دوست  
ہوں میں موجدوں سے (صال کر کے) اے دوست  
حاشا کہ منت بد باہم اے دوست  
تیری پناہ کہ میں تجھ کو جانوں (نہ جانوں) اے دوست  
کئی بافتیش تو باہم اے دوست  
کب اکو میں یا سکوں اے دوست  
دانستن خود کہ باہم اے دوست  
اپنے کو آپ جان لیوں کہ میں وہ ہوں اے دوست  
دانست کہ من چنانم اے دوست  
جان لیا کہ میں ایسی ذات ہوں اے دوست  
در یافت کہ من فلانم اے دوست  
معلوم کو لیا کہ میں فلاں ہوں اے دوست  
نمود را کردی عیب باہم اے دوست  
اپنے آپ کو عیاں کیا مجھ کو اے دوست  
درکنم عدم نہ باہم اے دوست  
عدم کے پردہ میں چھپا ہوں اے دوست

در ذات و صفات و اسم فعلت  
تیری ذات و صفات اسم و فعل میں  
تو مستی محض و محض مستی  
تو مستی محض و محض یعنی خالص مستی  
بلکہ عدم کا عدم جس کی تعریف ہے  
جلے کہ نیافتی تو خود را  
ایسی جگہ تو نہیں پایا تو اپنے آپ کو  
و آن یافتہ کہ یافتنی  
وہ پایا تو جو پاتا تیرے لئے مزا دار ہے  
پس آنچه توئی تراست لائق  
پس جو کچھ تو ہے وہ تیرے لئے ہی لائق ہے  
ذات بہ ظما صفات خود را  
تیری ذات تمام صفات کے ساتھ اپنے آپ کو  
در ضمن شناخت خودم نیز  
تیری شناخت کے تحت مجھ کو بھی  
در صورت عین من نمودی  
میری صورت عین سے دکھایا تو نے  
قطع نظر از معیت تو  
تیری محبت سے قطع نظر

مطلق نہ بود چوں بے مقید  
 بغیر مقید کے مطلق نہ ہوئے  
 بے جعل بغیب در شہادت  
 بغیر نفاذ کے عالم غیب و شہادت میں  
 بالذات کوئی نشانی آتا  
 بالذات تو بے نشان ہے لیکن  
 دانستنی تو بہ من عجیب نسبت  
 تو میرے منشا یہ ہونا کوئی عجیب نہیں ہے  
 بالذات اگر چہ بحر وجودم  
 اگر چہ بالذات بحر وجود کے ہوں  
 مستم جو بحد ذات خود نسبت  
 جبکہ اپنی ذات کی حد سے نعت ہوں  
 قدس ماقدم و وجوب صفت  
 قدس قدم اور واجب تیرا وصف ہے  
 پیوستہ نفس خویش فانی  
 ہمیشہ اپنی ذات سے فانی  
 شہد میرے ذکر شد ز عشاق  
 شہد میرے ذکر شد ز عاشق بنا  
 و مرئی ز کمال صحبت تو  
 تیری صفت کے کمال سے زمر کو

من زان تو ام و تو ز انم اے دوست  
 میں تیرے طور و انداز میں ہوں اور تو میرے طور و انداز میں ہے  
 از عالم کن فک انم اے دوست  
 عالم موجودات سے ہوں میں اے دوست  
 ظاہر شدی از نشانم اے دوست  
 ظاہر ہوا ہے میرے نشان سے اے دوست  
 ہر چہ یہ تو نما نم اے دوست  
 اگرچہ کہ میں تجھ جیسا نہیں ہوں اے دوست  
 قائم بود تا نم اے دوست  
 آپکے وجود سے قائم ہوں میں اے دوست  
 خود را ز چہ ہست خور نم اے دوست  
 اپنے آپ کو کس بنا پر ہست کہوں میں اے دوست  
 امتحان وحدوث شام اے دوست  
 ممکن اور حادث میری شان ہے اے دوست  
 باقی یہ تو جاد و انم اے دوست  
 تجھ سے یعنی تیری ذات سے باقی جادواں ہوں اے دوست  
 و ز فکر ز عارف انم اے دوست  
 ذکر سے میں عارفوں سے ہوں اے دوست  
 گفتم چو شدی ز جانم اے دوست  
 کہاں نے جبکہ تو نے میری زبان بنا دو

# نعت

فی النعت والصلوات علی سید کائنات

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور درود میں

امایعد

حمد المظفر الاجل الاکبر الاعظم وتصلی و  
 علی المظهر الاکمل الاتم والمخلوق المطلق  
 الاکرم الذی هو اول ما جاء من العلوی  
 الحین وافضل من له الفضل فی الکونین  
 من نبی آدم من اعلام نوره المظهر الدنور  
 اسماء ذاتہ الاقدس الاظهر العقل الدول  
 والقلم الاعلی والروح الدعظم وحمدان المجتبی  
 محمد بن المصطفی صلی اللہ علیہ والہ واعمالہ  
 والواجبہ واولادہ ذاکل بیتہ وبادک  
 سلمو و مجد دشرف وکرم

اے اول علم و آخر عین

اے (یعنی رسول اللہ) اول علم اور آخر عین ہے

قدر تو فکان قاب تو سین

یتری قدر و منزلت فکان قاب تو سین



در شان تو گفت حق تعالی  
 آہی شان میں حق تعالیٰ فرماتا ہے  
 حقا کہ جمال حق نمودش  
 تحقیق کہ حق تعالیٰ اپنا جمال دکھلایا  
 با آنکہ شداست امر حائل  
 یہ سب اس کے امر درمیان حائل ہوئے  
 باللہ کہ ترا بذات باکشود  
 قسم اللہ کی کہ تجھ کو اس کی پاک ذات سے  
 جو صورتے معنے تو نبود  
 تیری معنوی صورت کے سوا کچھ نہ ہوئے  
 حق شاہد تو تو شاہد حق  
 حق تیرا شاہد اور تو حق کا شاہد ہے  
 چلے کہ توئی و حق در آغسا  
 جس جگہ تو ہے اور حق اسی جگہ ہے  
 کیسے تو کفر و روی تو  
 تیرے کیسے کفر اور تیرا چہرہ دین ہے  
 فرماں بہ کلیم شد کہ فاسلح  
 کلیم اللہ کو حکم ہوا کہ نعلین اتار دو (کوہ طور پر)  
 برآں تو یہ صحاب تو یاد  
 آئی آل و صحاب پر آیت کے جو حاشے

لولاک لما خلقت و کوین  
 اگر تم نہ ہوتے تو ہم نہیں پیدا کرتے دونوں عالم کو  
 آنکو برخت کشود عینین  
 اس وقت آپ کے رخ پر کھول دیا دونوں آنکھ کو  
 ہستی تو ہست عین طرفین  
 آپ کی ہستی ہے عین دو طرفہ  
 فرقے نبود مگر لا صفین  
 کوئی فرق نہ ہوئے مگر صفائی طور پر  
 برزخ کہ بود میان بحرین  
 اک برزخ ہے جو دو دریا کے درمیان  
 بے شائبہ حجاب ما بین  
 دونوں کے درمیان حجاب کی شائبہ کے بغیر  
 لا کیف ولا مستی و کلاین  
 بے چوں و چرا بغیر طلب دریافت و بغیر تفقہ و تدبیر  
 ذاتہ تو مقام جمع ضدین  
 تیری ذات دونوں کے ضد کا مقام ہے  
 سودی تو یفرق عرش نعلین  
 گھسا تو نے سر عرش نعلین کو  
 صلوٰۃ خدا  
 صلوٰۃ خدا کی تیرے سر پر (در گاہ حق میں)

اے عین تو دین و عین عین شین  
 آہکی آنکھ (نظر) زینت بخش اور میری آنکھ  
 تو بلند علم و ملکہ علمین  
 تو علم کا شہر بلکہ دونوں علموں (ظاہر باطن)  
 برگردن اہل دین بود دین  
 اہل دین کی گردن پر یہ بطور قرص کے  
 واحد بود نباشد  
 احد بالذات ایک ہی میں دو نہ ہووے  
 بہ تعین تو عربی بہ حقیقت تو ربی  
 خصوصیت میں تم عربی اور حقیقت میں تم ربی  
 یاز نسلی زنبی آدمی و بو انعمی  
 پھر نسل میں بنی آدم سے اور عجیب راز ہو  
 البطحی قرشی و مکی مدنی و عربی  
 البطحی قرشی مدنی اور عربی ہیں  
 کہ بغا شد بد و صد جام شہر آب عینو  
 جو شہر آب عین کے دو سو پیالوں میں بھی بہتیں  
 از ہر صفحہ دلہا چہ جواں و حید صبی  
 چھٹھیں قلوب ہر صفحہ سے کیا جواں اور کیا وہ کچھ  
 جبرہ بخش کہ یگداشت ز جہ تشہ لی  
 ایک جبرہ بخش دیر ی تشہ لی کی حد ہوگی

مستم بہ تو قسم من از خویش  
 میں آپ سے محبت اور اپنے سے نفیست ہوں  
 شہمیر و علی کلید بالمش  
 شہمیر و علی اس درکی کو بجی میں  
 با حمد و خدائے صغیر و محبت  
 حمد خدا کے ساتھ آپ کی مدح شالی ہے  
 احمد اعدائے کمال بالذات  
 اے کمال احمد  
 اے نبی کہ ز بعد تو کسے نسبت نہی  
 اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے  
 تو نبی بودہ آدم کہ عدم بود آدم  
 تم نبی تھے اس وقت جبکہ آدم عدم میں تھے  
 نام نامی تو احمد لقب سامی تو  
 آپ کا نام نامی احمد اور لقب بلند آپ کا  
 صفت در قطرہ از بادہ شہقت اثر ہے  
 آپ کے عشق کی شہرت کے ہر قطرہ میں وہ اثر ہے  
 سبق شوق تو در مکتب گیتی خوانند  
 تیرے شوق و الفت کا سبق عالم کے مدرسین  
 شہرت آشامی دیدار تو کام علم است  
 میر دل کا مقصد آپ کے دیدار کی شہرت خواری ہے

دارو امید بین از تو کمال عاصی  
کہ بدر گاہ حق آمرزش جرمش طلبی  
یہ کہ کمال عاصی آپسے قوی امید رکھتا ہے  
یہ کہ در گاہ حق تعالیٰ سے آگے گناہوں کی بخشش ہو

## منقبت

فی منقبت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ  
در شان سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

آئینہ دار و حسن و جمال بنی علی  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ دار علی ہیں  
ہم رفد ہم مقرر ہم دہم آئین و ہم نشین  
دور دار و مصاحب ہم خیال ہم صحبت ہیں  
ایمان و ولایت آمد و خاتم خلافتش  
ولایت تاج اور جہر خلافت کی انکو علم ہو  
شد واقف حقیقت کا ہو ولا انا  
لا ہو اور لا انا کی حقیقت سے واقف ہو  
گشت از فدا ہستی خویش بقبالہ  
ہنجہ ہستی سے فدا اور ان کی ہستی سے بقا ہوئے  
پرواز کمرہ تازہ چشم در رسید  
ایسی پرواز کہ نہ ملکہ جھپکتے نہ پہنچ گئے  
در منزلت بہ منزل ہارون شد از کلیم  
مرتبہ میں جیسے کہ ہارونؑ ہیں کلیم اللہ کے ساتھ ہو

متجمع صفات کمال بنی علی  
حضرت بنی کے صفات کمال جوہر علی ہیں  
ہم خیم و جان و حال و مقال نبی علی  
میز احوال اور اقوال میں نبی کے جسم و جان علی ہیں  
مندی شین دجاہ و جلال بنی علی  
بنی کے جاہ و جلال کے مستند بنی علی  
ہمچوں نمک بہ بحر زلال بنی علی  
بنی کے بحر زلال میں نمک کے مانند علی ہیں  
تور ذات و صف و فعل مثال نبی علی  
ذات و صفات و فعل میں مثل نبی کے علی ہیں  
بر آیشان قرب یہ یال نبی علی  
قرب کے آئینے تک نبی کے بازو سے علی  
ازراہ اتباع کمال بنی علی  
بنی کے اتباع کمال کے طریقے علی ہیں

حاشا بہ جن والہاں لُما کہ عدلی خود  
 پناہ بخدا جن والہاں لُما کہ ہم پہ ہیں  
 آئہ ہر آنکہ بھجھ ولی زودہاں لود  
 اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جگر اوکی بیوی بنیں  
 در ماندہ راہ بیادی غم شب فراق  
 شب فراق و صحرائے غم میں پیچھے رہے ہو  
 خواہی اگر تمام یقین رفع کن کمال  
 اے کمال اگر تو یقین کامل چاہتا ہے ہو  
 دارد بحسن خلق و خصال نبی علی  
 ہرگز نہیں نبی کے حسن خلق و خصال جیسے علی رضی اللہ عنہ  
 شد قدوہ صحابہ و آل نبی علی  
 ہو گئے پیشوا صحابہ و آل نبی کے علی  
 شمع رہ حرم وصال نبی علی  
 کو وصال نبی کے حرم تک راستہ کا چرخی میں  
 پندار ما سوا بہ خیال نبی علی  
 کر ما سوی اللہ کے خیال و تصور کو نبی علی کے خیال سے

فخطہم ببالک اوجیب فی خیالک توہم الرخص  
 علی بمنقبۃ علی کرمہ ارحلہ و جہلہ فارجع عنہ فالت  
 بعض الظن اشروا تا سجعنا ہا الجہۃ حب  
 النبی المتبی بنا فی الحب الاعتقاد و جا عتبہ افضل  
 الخیر فی فلدیتا قاض الفضل الکلی و منذ ہبتا مذهب  
 اہل السنۃ و الجماعۃ و معتقدنا فی ہذا الباب  
 ان فضیلۃ الخلفاء الاربعة رضی اللہ عنہم و محسب  
 تربیت الخلفاء افضل البشر الدنیاءۃ التحقیق  
 امیر المؤمنین ابوبکر بن الصدیق رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ الذی قال اللہ تعالیٰ فی فضیلۃ ثانی اثنتین  
 اذہما فی الغار قال فی فضلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انطاق بالحق والقابل بالصدق وما طلعت  
شمس ولا غويت على احد بعد النبيين افضل  
من ابى بكواقل من امت في ابى ابكواول من  
صدقتنى ابوبكواول من زوجتنى فى الاسلام  
ابوبكر واول من يحشرو معى يوم القسمة ابوبكر  
الى آخر۔

## در شان غوث اعظم

فی مدح المحبوب سبحانی مید عبد القادر جیلانی  
درج میں محبوب سبحانی مید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے

غوث الاعظم اولیاء را یا واست	مطلق اگر انبیاء را داواست
غوث الاعظم (الطفیل انکے) اولیاء کے درکار میں	مطلق اگر انبیاء کے حاکم ہیں
غوث اعظم نیز بوزش آواست	گرنی یا را شفیع محشر است
غوث الاعظم (ہمارے طرف) عزیزش کیونہیں	اگر نبی صلیم ہمارے لئے شفیع محشر میں
غوث الاعظم سوئے حبت رہبر است	گر علی ساتی عوض کوثر است
غوث الاعظم حبت کی طرف رہبری کہتے ہیں	اگر حضرت علیؑ عوض کوثر کے ساتی ہیں
غوث اعظم اطیب است و اطہر است	گر محمد الطیف است و اقدس است
غوث اعظم (طیب پاک) و اطہر ہیں	اگر محمد مصطفیٰؐ زیادہ ترین ہر بان اور نہایت پاک
غوث اعظم کیت آنرا منظر است	شد محمد رحمت اللعالمین
غوث اعظم کون ۹۹ صفت کے ظاہر کیونہیں	محمد صلی رحمت اللعالمین بن گئے ہیں

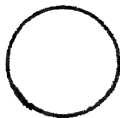
غوث اعظم کسبت عبد القادر است  
 غوث الاعظم کون عبد القادر میں  
 غوث اعظم گوہر آں افسر است  
 غوث الاعظم اس تاج کے گوہر میں  
 غوث اعظم ہم حبیب داواست  
 غوث الاعظم بھی اس دروہ کے حبیب میں  
 غوث اعظم را تو گوگل شکر ست  
 غوث الاعظم کو یہ جان کہ کل شکر دلفنڈ میں  
 چوں میاں انبیاء پیغمبر ست  
 جیسے کہ انبیاء میں پیغمبر ضلع میں  
 یہ در مقام قرب بادی ہمار است  
 ان کے ساتھ ہمسر میں  
 ذاتش محی الدین گفتن در خود است  
 ان ذات کو محی الدین کہنا نہوار ہے  
 اظہر است و نور است و اقر است  
 آفتاب سے زیادہ ظاہر زیادہ منور اور زیادہ  
 سید شیخ و ولی اکبر است  
 سید میں شیخ میں اعلیٰ مرتبہ میں  
 از خدا اور اخطاب اشہر است  
 خدا تعالیٰ سے ان کو خطابات عطا ہوا ہے

گر رسول اللہ عبد اللہ بود  
 اگر رسول اللہ عبد اللہ میں  
 افسر فریق رسولان مصطفی  
 مصطفیٰ رسولوں کے سر تاج میں  
 گو محمد ہست محبوب خدا  
 اگر محمد مصطفیٰ خدا کے محبوب ہیں  
 داں احد در رنگ گل احمد شکر  
 احد کو رنگ گل احمد کو شکر جان  
 غوث اعظم در گزہ اولیاء  
 غوث الاعظم اولیاء کے زمرہ میں  
 از کمال اتباع جد خود  
 اپنے حبیب کی اتباع کے کمال سے متقام قرین  
 زندہ گردانیدیش چوں مسیح  
 ان کامردوں کو زندہ کرنا مسیح کے مانند  
 من چہ گویم خلق و خلقت ز آفتاب  
 میں کیا کہوں ان کے اخلاق و اطوار کو  
 خواجہ و سلطان و درویش و فقیر  
 خواجہ ہیں سلطان ہیں درویش و فقیر ہیں  
 بادشاہ مولیٰ و مخدوم و غریب  
 بادشاہ مولیٰ مخدوم (مقتد لینے میں) اور غریب

کز قیاس عقل و دانش برتر است  
 جو قیاس و عقل سمجھ سے اعلیٰ تر ہے  
 کمتر است و کمتر است و کمتر است  
 وہ کم ہیں تھوڑے ہیں اور کم ہی ہیں  
 ازید است و اکثر است و کمتر است  
 وہ بہت زیادہ ہیں اور کثیر ہیں بہت برکھڑ ہیں  
 خاک تحلیل میرا تاج سر است  
 بنے آنکے تحلیل کی خاک میرا سر کا تاج ہے

شرح اوصاف مکاہی کی تو اں  
 آنکے اوصاف کی شرح جیسی کہ چاہئے کہہ دے  
 ہرچہ گویم از کما بیش فنروں  
 اگرچہ ان کی کمالات جتنی زیادہ کہوں  
 کمی شمار فضلہائش کز عدد  
 انکے فضائل کو میں تعداد میں کہیں کون  
 در شہلے اولیا و شد مقدس  
 اولیا و اللہ کے کا ندھے آنکے قدم رکھنے کی جگہ

خادمان آستان را کمال  
 اُن آستانہ کے خادموں کا کمال غلام ہے  
 بند و عبد و غلام چاہا کہ است  
 بندہ ہے اور خدمت گار ہے



## تمہید

کہا ہے خاکِ اقدام سب دروازہ خدام جناب ارشاد مآب  
 وساکنانِ جنت سدرہ مقام خلق اللہ کے قبلہ اور خاص و عام کے  
 کعبہ شیخ الاسلام مہرشدِ کامل الامعاد اور عارف ہیں۔ جمع کرنے والے  
 اضداد کے افتاد کے قطب یکنائے افراد اسرار لی مع اللہ الخ کے  
 واقف کار و سیر الی اللہ و فی اللہ کے سالکوں کے پیشوا سید  
 السادات و منبع السعادات جمع البرکات (برکات کا مجموعہ) معدن  
 حیات (نیکیوں کی کان) محزونِ کمالات (کمالات کا محزون) شریعت  
 و حقیقت کے جامع شہر ط و فضیلت کے مالک اور پیشوا علم و قال  
 کے خلاصہ اصحاب و جد و مال کے درجہ حق الیقین کے وصل قدر  
 و منزلت کے مقام پر پہنچنے والے دبار بردار امانت انعام صفا  
 السلام انتہ علی السموات والارضین کے دکن  
 بنیاد آدم بن الماء و لطین کی باریکیوں کی گمرہ کھولنے والے خلیفہ  
 رب العالمین نائب سید المرسلین ولی بزرگ و بے نظیر قطب اور  
 طلوع ہونے والے شمس اور بدر منیر کے انوار سے زیادہ ظاہر۔ پیر  
 دستگیر حضرت سید محمد جو مشہور شہمیر نام سے نور اللہ مرقدہ (اللہ تعالیٰ  
 ان کی مزار کو منور بنائے) اندوختہ بودار رکھنے ان کے مقام مدفن



کو کمر بستہ بن کر اور مساکین فقیر حقیر بیکمال الدین ابن حضرت سید جمال الحق والملة  
والدین قدسنا اللہ تعالیٰ لمبرۃ القدس آمین ثمة آمین۔

اس رسالہ ہدایت مقالہ میں جو موسوم کلمات کمالیہ ہے اس کے حضرات  
سلسلہ عالیہ قادریہ علیہم التحیۃ المتوالیہ منتظوم بنائے اور لکھے گئے ہیں وہ  
یہ ہیں۔

شفاعت گمروز امیر و بیم  
جو کہ شفاعت کریں گے میں روز قیامت میں  
در شہر علم خفی و جلی  
دروادہ شہر علم خفی و جلی کے ہیں  
مہ تابعین یود بصری وطن  
تابعین کے ماہ اور ان کا وطن بصرہ تھا  
فیض شمس عجم لشتہ چون جام جم  
فیض ملک عجم جام جمشید کے جہاننا  
ز طور اغیار تو کہ وہ طی  
اغیار کے دفتر کو طے کر دیئے ہیں  
شہر تا ابد حجو دیدار تو  
وہ ہمیشہ تیری دیدار میں حو رہے ہیں  
کہ ہر تہ دہر بہر اشہرے  
راہ سہروں میں پہنچے راہ دار حسی سے

اہل حق بنی کر۔۔۔ م  
اہل یہ لطف بنی کریم کے  
اہل حق علی ولی  
اہل یوسیلہ علی اور ولی کے جو  
اہل حق مستی حسن  
اہل یوسیلہ نام ناجی حق کے  
اہل حق حبیب عجم  
اہل حق میں حبیب عجمی کے ان کے  
اہل یہ داؤد طائی کہ دی  
اہل حق میں داؤد طائی کے کہ وہ تیرے  
اہل یہ معروف کرخی کہ او  
اہل حق میں معروف کرخی کے کہ  
اہل یہ آن شیخ سقطی سری  
اہل اوں شیخ سری سقطی کے لئے جو تیرا

بہ بغداد در دام عشق تو صید  
 کیلئے جو بغداد ملک میں تیرے عشق کے دام صید میں  
 کہ ابو بکر بن والف آتش علم  
 جو ابو بکر بن والف سے مشہور ہیں  
 ز فیض شہیل مستفیض  
 انکے فیض سے عین کا تارہ فیض حاصل کر لیا ہے  
 کہ عبد العزیز بودہ اند شیخ و اب  
 عبد العزیز صاحب کے شیخ رہے ہیں اور والد بھی  
 کہ منسوب باشد بطرطوس جاہ  
 مقام طرطوس سے منسوب ہیں  
 قریشی دھنکاری آل شہ ز میں  
 دھنکاری ہیں وہ اس زمانے کے شاہ  
 سلیل مبارک بعرفان وحید  
 مبارک فرزند عرفان میں یکساں ہیں  
 یہ محبوب سجاں قمش الانام  
 جو محبوب سجاں اور خلق اللہ کے شمس ہیں  
 در تاج دیں شیخ عبد الرزاق  
 کے گوہر شیخ عبد الرزاق ہیں  
 کہ بودست باحی الدین شہر  
 جو رہے ہیں محی الدین مشہور زمانہ کے ساتھ

الہی بہ سالار قوم آن جنید  
 الہی سر دار قوم دہ جنید (بغدادی)  
 الہی یہ شبلی وحدت جم  
 الہی ان شبلی کو جو وحدت میں محمود ہیں  
 الہی عبد العزیز مفیض  
 الہی عبد العزیز فیض رسال کے لئے  
 الہی تال عبد واحد لقب  
 الہی ان عبد الواحد لقب والے کو جو  
 الہی محمد ابوالفرح را  
 الہی محمد ابوالفرح کے لئے جو  
 الہی بہ حق علی ابوالحسن  
 الہی حق میں علی ابوالحسن کے قریشی  
 الہی بہ حق شہ بوسعید  
 الہی حق میں شاہ بوسعید کے انکے  
 الہی یا عبد القادر ہمام  
 الہی اس عبد القادر سالار قوم کے وسیلہ  
 الہی بحق بآں شیخ اہل عراق  
 الہی ان شیخ عراق والے پر جو دین کے تاج  
 الہی بہ سید ابی نصر پیر  
 الہی سید ابی نصر پیر پر

الہی یاں دستگیرِ انام  
 الہی اس حق اللہ کے دستگیر  
 الہی یہ شیخ احمد قادری  
 الہی شیخ احمد قادری پر جو علم  
 الہی یہ سید محمد کہ شد  
 الہی سید محمد کے لئے جو ہوئے ہیں  
 الہی یہ قطبِ زمانِ نصر دین  
 الہی زمانہ کے قطبِ نصر دین پر  
 الہی یہ خوش جہاں نور دین  
 الہی خوش جہاں نور دین پر  
 الہی یہ سید عنایت کہ او  
 الہی سید عنایت پر کہ وہ  
 الہی یاں شیخ سید شجاع  
 الہی اس شیخ سید شجاع پر  
 الہی حاجی اسحاق ضرر  
 الہی حاجی اسحاق پر جو کئے زمانہ ہیں  
 الہی یہ حاجی محمد ولی  
 الہی حاجی محمد ولی پر  
 الہی یہ حق جنید دوم  
 الہی حق میں جنید ثانی کے جواز

کہ بُو صلاح نصر داشت نام  
 جو ابو صلاح نصر ان کا نام ہے  
 کہ در علم و ویدش رسد نامدے  
 اور وحید میں وہ نادر مقام پر پہنچے ہیں  
 بہ تہذیب و اخلاق چوں جد خود  
 تہذیب اخلاق میں اپنے جد کے مانند  
 کہ رفعت پذیرِ قوت از قصر دین  
 جو دین کے قصر سے بکندی اختیار کئے ہیں  
 کہ مستحکم آمد بدایں نور دین  
 جو ظہور میں حد سنوار ہوا یاں سے دین کا نور  
 عطا یافتہ بے نہایت زلف  
 عطائیں پائے ہیں بے اندازہ تجھ سے  
 ترا و جہاں را مبطیع و مطلع  
 جو تیرے مبطیع اور جہاں کے مطلع ہیں  
 کہ عیناً بنی زو ملاقات کرد  
 ظاہری دید میں بنی ان سے ملاقات کئے ہیں  
 مکاشفہ برار محمد علی  
 مکاشفات حاصل کئے ہیں محمد اور علی سے  
 کہ از خود بوجہ ان نو گشتہ گم  
 خودی تیری یافت میں گم ہو گئے ہیں

نہایت کند در بدامت عیال  
 ابتدا ہی سے انتہا کو ظاہر کئے ہیں  
 شہود و جمال تو ہر شام و چاشت  
 تیرے جمال کا مشاہدہ ہر شام صبح  
 کند گشت ظاہر کمال اللہ  
 ان سے ظاہر ہوئے کمال اللہ تعالیٰ کے  
 کہ در علم و عرفان نہ بودش نظیر  
 جو کہ علم و عرفان میں ان کے کوئی نظیر نہیں ہیں  
 کہ دارد بد رگاہ تو کل قال  
 کہ تا ہے تیری در گاہ میں تمام حال و احوال  
 نگہدار از جنس شرک و خطا  
 شرک و خطا اور اسکی جنس سے محکو محفوظ رکھ  
 بہ زنجیر عشق تو پالیتہ دار  
 تیرے عشق کی زنجیر میں جکڑا ہوا رکھ  
 دلے وہ مرا کر تو خاشع بود  
 دل ایسا ڈھچکھو جو تیرے غضب سے ڈرتا رہے  
 میر از سمعہ بری از ریا  
 شائے یعنی خود ستائی سے دور اور ریا کاری سے  
 ہم از بند نفس و ہوا ہم رہاں  
 نفس اور ہوا کے قید بندے بھی مجھے رہائی عطا فرما

الہی بہ شاہ ہدایت کہ آل  
 الہی شاہ ہدایت اللہ پر کہ وہ  
 الہی بہ سید کمال آنکہ داشت  
 الہی سید کمال اللہ پر جو کہ رکھتے ہیں  
 الہی بہ سید جمال اللہ  
 الہی سید جمال اللہ پر جو کہ  
 الہی بہ ارشاد شہبیر پیر  
 الہی شہبیر پیر کے ارشاد کے طفیل  
 الہی عجز و نیاز کمال  
 الہی کامل عجز و نیاز کے ساتھ جو پیش  
 کہ مارا کن ایمان کامل عطا  
 یہ کہ محکو ایمان کامل عطا فرمائے  
 بد احم بہ لطف تو پیوستہ دار  
 ہمیشہ محکم کیرے لطف میں لپٹا ہوا رکھ  
 بہ در آموز علم کہ نافع بود  
 سکھا محکو وہ علم جو نفع دینے والا ہو  
 بہ طاعت بدہ استقامت مرا  
 طاعت میں تیری تابعداری کی طاقت عطا کر  
 ز و سواس شیطان امانم دہاں  
 شیطان کے دوسوں سے محکو امن عطا کر

فضائل نہ بخشیں وکن آراستہ  
 فضیلتیں بخش اور ان سے مجھے آراستہ کر  
 بکوائے ہوائش مقیم بدار  
 اس کے خواہشات کے کوچرین مجھے مقیم رکھ  
 وگیا بھی کجا ہے مگر داں خوی  
 پھر کسی وقت تیرھی راہ کی طرف مت پھیر  
 عطا کن نہ گلے قوی گاہ سست  
 ایسا عطا فرما کہ نہ کبھی امین سستی واقع ہو  
 زما دوں تو ادے برتا فیتیم  
 تیرے ماسوی سے جو ہم منہ پھیر لے ہیں  
 خموشم کن از مابقی بقبیلہ  
 مجھے غامضوں رکھ دو سر بقبیلہ (یعنی بکوائے) سے  
 کہ وجہ خطرات گردند سلب  
 کہ اس سے تمام خطرات مٹ جائیں  
 کہ مطلق بگر دو ز قید انا  
 جو قید انا ہے (میں پتے سے) آزاد ہووے  
 وہ آنگہ بقا از صفات خودم  
 اے بعد تو اپنی صفات سے مجھ کو بقا عطا فرما  
 یساں تو مودے بند ہونا  
 تیرے چساکے بند ہونا

رذائل میر ساز پیراستہ  
 روز تلقین نکال دے اور اسے مجھے قطع کن  
 بشرع بنی مستقیم بدار  
 بنی کی شریعت پر مجھے مستقیم رکھ  
 چو مارا نمودی صراط سوی  
 جب ہو دکھایا تو نہ راستہ درست و ہموار  
 بہ شیخ خودم اعتقاد درست  
 مرے شیخ سے مجھ کو درست اعتقاد  
 کہ یویا فیتیم آچہ مایا فیتیم  
 آنے پائے جو کچھ کہ ہم پائے  
 زبان را بذکر تو وہ تعلقہ  
 زبان کو تیرے ذکر کا ہی تعلقہ عطا کر  
 عطا کن صفائی ز قلبی بقلب  
 صفائی قلبی میرے قلب کو عطا فرما ایسی  
 زروے بروہم نہ بخش آن فنا  
 اس روح سے میری روح کو فنا بخش دے  
 بسوئے فنا از صفات خودم  
 میری صفات کو فنا کی طرف رجوع کر  
 کلم در خفی عبد اللہ تما  
 بتا دے مجھ کو خفی میں عبد اللہ تما

شعور تہ ذہ انبے شعوری نہ غیر  
 تیرا شعور ہے جو غیر سے ہے شعور ہے  
 زباب حقائق بردم کشا  
 حقائق کے دربانے مجھ پر کھول دے  
 یہ حیثیت عشق و عقل رسا  
 عشق کی حیثیت اور عقل بلند ہے  
 وہ از جام احمد شراب احمد  
 احمد کے پیالہ سے احمد کی شراب عطا کر  
 بہر شیں شک بخش زیں یقین  
 شک کی برائی کو نکال اور یقین کی زینت  
 یہ چشم کی آئینہ ہر ذرہ را  
 میری نظریں ہر ذرہ کو آئینہ بنا دے  
 نمائی مراد حقیقت ہے  
 دکھا مجھ کو حقیقت میں الیا راستہ جو  
 کرامت کن آن علم و قال صحیح  
 عطا فرما وہ علم اور صحیح کلام جو  
 کلمہ راں سوال و طلب رحمت  
 کہوں میں اس تیری رحمت سے طلب اور سوال  
 گر فتم منم اعظم المذنبین  
 میں آتا ہوں کہ گنہگاروں میں بڑا گنہگار ہوں

بقرب حضور کی ودوری نہ شیم  
 تیرے قرب و حضوری میں ودوری ہو غیر سے  
 جلال و قائل بہ چشم نما  
 جلال کے جلال کو میری آنکھ پر کھول دے  
 مکن رہبر خلق سویت مرا  
 مگر اس کا تیری طرف رہبر مجھ کو بنا دے  
 مکن مت ولا لعقل متا اید  
 مت بنا دے اور عقل مجھ کو ہمیشہ کے لئے  
 ز علم یقین نور عین یقین  
 بخشد علم یقین سے عین یقین کا نور عطا فرما  
 درو آفتاب رخ خود بنما  
 اس میں اپنے جلوے کا آفتاب دکھا دے  
 کہ روشن بسا زد شریعت گے  
 روشن بنائے مقام شریعت کو  
 کہ عین است بل کشف و حال صحیح  
 کہ عین ہے بلکہ صحیح حال کا کشف ہو  
 کہ سابق بود بر غضب رحمت  
 جو مقدم رہے تیرے غضب پر تیری رحمت  
 توئی اکرم وارحم الراحمین  
 تو زیادہ بخش کر و اللہ اور سے بڑھ کر رحم کرنے والا

کہ جز تو نہ بخش گناہان من  
 یہ گو ترے سوا کوئی نہ بخشے میرے گناہوں کو  
 از انجا امید منم ز تو است  
 اس بنا پر میری قوی امید تجھ ہی سے ہے  
 مرا زین جہاں در جہاں دگر  
 تجھ کو اس جہاں سے دوسری جہاں میں  
 کہ ہر مشکل را کئی منجلی  
 کہ ہر ایک مشکل کو میری تو آسان کر دے  
 کہ مقربوں تجھ میں گئی خاتمہ  
 خیر کی قربت کے ساتھ میرا خاتمہ کرے  
 بر آرا ز کرم کلی حاجات من  
 بلا اپنی بخشش سے میری تمام حاجتوں کو  
 بصدقہ ہمہ انبیاء و اصفیاء  
 متقیوں اور صوفیوں کے صدقہ علی سے  
 علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام  
 دود ہو جائے اور ان پر سلام ہو جائے

یقین جا میگر است در جان من  
 میری جان میں یقین قرار پایا ہے کہ  
 عفو نام تست و توئی عفو دولت  
 عفو تیرا نام ہے اور تو عفو بخشش  
 مسلمان بدارو مسلمان بہر  
 مسلمان رکھ اور مسلمان لے جا  
 بصدیق و فاروق و عثمان علی  
 صدیق و فاروق و عثمان علی کے طفیل  
 یہ حق حسین و حسین و فاطمہ  
 حق اور حسین و اور فاطمہ کے وسیلہ سے  
 وہ القصہ مجملہ مراد است من  
 الحاصل عطا کر میرے مرادوں کو  
 یہ حق ہمہ انبیاء اولیا  
 تمام انبیاء و اولیاء کے طفیل سے تمام  
 خصوصاً یہ حق رسول انام  
 خاص طور رسول انام کے وسیلہ سے ان پر



خدائے اکرم الاکرمین و ارحم الراحمین کے

نام سے کلمات کا آغاز

شرع مبیین کے جملہ ظاہری نعمتوں کے فوائد دین متین کے باطنی  
نعمتوں کے مواد سے ارباب ارشاد و تلقین کی زیادوں سے سنے  
گئے اہل اخذ کئے گئے۔ باہر لائے اور نکالے گئے اصحاب تحقیق و  
تمکین کے مکاشفات و مشاہدات سے جو کہ کامل اکابرین۔ اہل یقین  
اور اس امت معترف قرین اولیاء کے خالق میں اس مکرمین بندہ  
رب العالمین (فقیر حقیر کمال الدین ابن حضرت سید جمال الدین کان العلی  
آمین ثم آمین بحرمت سید المرسلین و خاتم النبیین محمد وآلہ و صحابہ  
جمعین

کلمہ اول

معنی ایمان

سوال :- اگر کوئی بگو ایمان چہ چیز است ؟ جوابش بشواری  
عقل و تہمت است ۔



ترجمہ :- اگر تو پوچھتا ہے کہ ایمان کیا چیز ہے ۔ اگر عقل و تہم رکھتا ہے تو اس کا جواب سن لے اصحاب تحقیق و نکتہ داں بزرگوار طریق کے پاس ایمان وہ اسم ہے جو خصوصاً صدق و حق و سچائی ہے اور کفر و ناکارہ جھوٹ و نادرست ہے اور حدیث بہرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وصحبہ وسلم ۔ اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَاَلْکُفْرُ بَاطِلٌ اسلام حق کو کہتے ہیں ۔ اور کفر جھوٹ و باطل (ناکارہ) ہے اسی مدعا پر گواہ ہے عدالت پذیر اور ایمان د اسلام اہل سنت و جماعت کے عقائد کے مسائل سے بھی ایک ہے اس کا انکار ارتداد اور کفر ضلالت کا مستلزم ہے ۔

## معنی حق و ہمت

سوال :- اگر تو پوچھے کہ حق و راست اور باطل و نادرست کے کیا معنی رکھتے ہیں ؟

جواب ۔ جان لو کہ ہمت کو ہمت اور نیت کو نیت کہنا اور جاننا حق اور درست ہے اور نیت کو ہمت اور ہمت کو نیت سمجھنا ناقص اور جھوٹ ہے جیسا کہ اگر ایک تو نگر صاحب کہے کہ میں مفلس و ناچار ہوں ۔ اور نقد اور جنس سے کچھ اپنے پاس رکھتا نہیں ہوں ۔ یا ۔ کوئی محتاج اور مسکین اگر فتنی کو کہے کہ میرے پاس اس قدر چاندی سونا موجود ہے ۔ اسی کو ہمت

کو نفیست اور نفیست کو ہست کہا جائے یہی عین۔ کذب اور  
 جھوٹ ہوئے۔ اور اگر ہر شخص اپنے حسبِ حال اقرار کرے ہست  
 کو ہست اور نفیست کو نفیست کہا جائے وہ اصل اور درست  
 ہوئے۔

سوال :- اگر پوچھے کہ نفیست کیا ہے ؟ اور ہست کیا ہے ؟  
 جواب :- جان لو کہ ہست حقیقتہً واقعی ذات واجب تعالیٰ  
 ہے جو بذاتِ خود موجود ہے۔ بلکہ اس کی ذات خود وجود ہے۔  
 ذاتِ لا وجود سازح و مستی حجت سوی اللہ و اللہ ما فی الوجود  
 تیری ذات فقط وجودِ سادہ اور محفلِ مٹی ہے سوی اللہ کہ قسم اللہ کی کوئی موجود نہیں ہے  
 وجود ندارد کسے جز خدائی  
 سو جز اولیست دوسرائے وجود  
 کوئی سوائے خدا کے وجود نہیں رکھتا ہے  
 جو سوائے اس کے کائنات میں کوئی وجود نہیں ہے  
 حقیقتہً دگر کسے موجود نسبت دراصل حقیقت عینِ حقیقت  
 حقیقت میں دوسرا کوئی موجود نہیں ہے اصل اور حقیقت میں عین ممکن ہے  
 کہ فی حد ذاتہ نابود و ماضیت راحۃ الوجود است  
 جو اپنی ذات کی حد میں نابود اور وجود کی بونہ سونگھی ہے  
 ذات ہمہ جز وجود قائم بوجود  
 تمام ذاتیں بغیر وجود کے ذاتِ باری سے قائم ہیں

جیسا کہ فرمایا مولوی جاجی قدس سرہ السامی کتاب سلسلۃ  
الذہب میں :-

اہل شہود و اہل کشف کے نزدیک عین ممکن اپنی ذات کی حیثیت

سے موجود نہیں ہے اور پھر قدس سرہ سے

تو محدود خیال ہستی از تو فاسد باشد خیال فاسد تکئے

تو محدود ہے تیرے لئے ہستی کا خیال فاسد ہے بہ خیال فاسد کب تک ؟

آخر الامر اس باب کا مقصد یہ ہے کہ خلق کو غیبت اور بالغات

محدوم جاننا اور حق تعالیٰ کو بہت اور موجود حقیقی سمجھنا - صحیح و درست

و درست ہے یہی ہے اصل دین و ایمان اور عرفان و ایقان و اسلام

کے معتقدین کی جس نے اس کی اتباع کی ہدایت پائی ہے

ساخت برابر تپ نہیں - اور جھوٹ برابر پاپ

ہمارے ہر دے ساخت بے دانگی ہر دے آپ غزل

وہ جس کی ابتداء نیستی وہ علم ہے پس ایسا ہی ہلاک و فنا کی

انتہا ہے - چونکہ اود اور نیست عدم اور کلا وجود ہوا اس کی ثبات

و ایقان کا گمان باطل ہووئے

کہہئے کہ درمیاں دو دم بہت مجہول است

جو ذات ظاہر کہ دو دم کے درمیان ہے وہ ہمدم (رفیق)

قائل نہ شد کہسے بڑ کا وصفائے آں

کیا اکی پکی وصفائی کا کوئی قائل نہ ہووئے ؟

پس ہست و بود باشد ذات و صفات حق  
 پس ہے اور تھا اور رہے حق تعالیٰ کی ذات و صفات  
 کس نیست و نمود و نیا شد سو اے آل  
 کوئی نہیں ہے اور نہیں تھا اور نہ رہے اس کے سوائے  
 تو نیستی و عدم تو شاید ہر آنچہ ہست  
 تو نیست ہے اور تیرے میں جو کچھ کہ نمودار ہے  
 عکس وجود حق بود و صفہا اے آل  
 حق تعالیٰ کے وجود کا حق ہووے اور اس کے صفات  
 جو عین کہ لباس مستعار لے کر پہنائے وہ اپنی ملکیت ہونے کا

دعویٰ کرے باطل ہووے۔

کن جمع علم صوفی و حق ایک سالک  
 علم صوفی اور علم حق کو جمع کر لیکن اے سالک  
 سعی ظہور میں بنمائی تھا اے آل  
 اس کے ظہور کی کوشش کر اور اس کے خفا (یعنی چھپانے کی)  
 علم صوفی کے ظہور اور علم حق کے چھپانے کی کوشش کرے علم صوفی سے  
 مراد علم عرفان اور علم حق سے علم ظاہر۔

بقیل نابداور یہ  
 آن روا  
 اس کے حاصل کرنے میں بقیل (کو تاہی) کو روا مت رکھ

علی کہ آفرید شدی از برای آل  
 یہ وہ علم ہے کہ تو اسی کے لئے پیدا ہوا ہے  
 عہدے کہ اے کمال بہ شہمیر بستہ  
 اے کمال تو جو شہمیر سے ہمدانہ چلا ہے (وقت بیعت)  
 بیوستہ در جب آمدہ بر تو دفائے آل  
 ہمیشہ تیرے لئے اس کو وفا کرنا واجب ہے

## ایمنہ وجود

شوزیں سخن راست تر پچ نیست  
 سن اس بات سے زیادہ راست کوئی نہیں ہے  
 کہ ہمت است حق و دیگر پچ نیست  
 کہ ہمت حق ہے اور دوسرا کوئی نہیں ہے  
 تو کوئی پس اس کثرت کوں چیت  
 تو پوچھے پس یہ کثرت کوں، مکاں کی کیا ہے  
 بحر ذاتہ واحد دیگر پچ نیست  
 ذات واحد تعالیٰ کے سوائے دوسرا کوئی نہیں ہے  
 یقین داں کہ جزو ہم ہستی تو  
 یقین جان کہ تیری ہستی کے وہم کے علاوہ  
 دریں جاگنا ہے بتر پچ نیست  
 یہاں اس سے بدتر گناہ کوئی نہیں ہے

در آئینہ ہا میں کہ چندیں کو س  
 آئینوں میں دیکھ جتنے کہ کو س میں  
 بحر شاہر جلوہ گر، یح نیست  
 شاہر کے سوا جلوہ گر کوئی نہیں ہے  
 جو منظر حق است و مظاہر جہاں  
 جب منظر حق ہے اور مظاہر تمام جہاں  
 میاں شان دوئی متبیر، یح نیست  
 ان کے درمیاں دوئی کا اعتبار کچھ نہیں ہے  
 شد آنکہ کہ حادث قریب قدیم  
 ہوا جبکہ حادث قریب قدیم کے تو  
 تو دافیش باقی اثر، یح نیست  
 جان لے اس کا اثر باقی کچھ نہیں ہے  
 یہ تنہا یہ تنہا اگر قائل  
 اگر تو نہی تنہا یہ قائل ہے  
 نصیب ز سمع و بصر، یح نیست  
 تیرے لئے سمع و بصر سے کچھ حاصل نہیں ہے  
 یہ سمجھ سادہ اگر قائل  
 اگر تو سادہ سمجھ ہی قائل ہے  
 حصولت بر عقل و نظر، یح نیست  
 عقل و نظر سے مجھ کو کچھ حاصل نہیں ہے

نہ سازی چو مابین ضدیں جمع  
 دو ضدوں کے درمیان جب تو جمع نہ کرے  
 ز تو حید حقیقت خبر یسج نیست  
 حق تعالیٰ کی توحید سے تجھ کو خبر کچھ نہیں ہے  
 نہ اندر شریعت بہ تقلید پائے  
 شریعت میں تو تقلید سے قدم رکھ  
 کہ اندر دریں رہ خطر یسج نیست  
 کہ اس راستہ میں خطرہ کوئی نہیں  
 کلام حقیقت بہ تقلید ہاں  
 خبر دار حقیقت کے کلام کو تقلید سے  
 مگوئیں شجر را خر یسج نیست  
 مت کہہ کیونکہ اس درخت کو خر کچھ نہیں  
 برس تا حقیقت گزراں مجاز  
 مجاز سے گزر کر حقیقت تک پہنچ جا  
 کہ وقف تو در رہ گزریسج نیست  
 اس سفر میں تیرے لئے مقام توقف کچھ نہیں  
 چو ایمان مطلق ترا سود داد  
 جب ایمان مطلق تجھ کو حاصل ہوا  
 ز کفر مقید ضرر یسج نیست  
 کفر مقید سے تجھ کو کچھ بھی ضرر نہیں ہے

دھوا ہی دلت گر بود حق رسی  
 اگر تیرے دل کی خواہش حق رسی کی ہے  
 ز شہمیر بہ راہبر پیچ نیست  
 شہمیر سے بہتر راہبر کوئی نہیں ہے  
 چو آئی بہ بیستی و دانی کمال  
 اسے کمال جب آدے تو دیکھے اور جاتے  
 حلاوت بنام شکر و سحر نیست  
 مرثکہ کا نام لینے سے لذت کچھ نہیں

## کفر حق و کفر باطل

جانئے کہ اہل شریعت ظاہرہ (جو کہ لا معبود الا اللہ اور ہمہ اولیۃ  
 لا الہ الا اللہ کے قائل ہیں) کہتے ہیں کہ عہدِ دربار میں ہر طرح سے  
 جدائی اور باہم بغیر ہیں۔ اور وحدت اور عنیت دونوں کے درمیان باطل ہے  
 کہ ما التراب و دب الارباب (گچھا مٹی اور کجارب الارباب) چہ نسبت  
 خاکرا با عالم پاک (عالم پاک کو خاک سے کیا نسبت ہو) یہ لوگ تتر یہ اور  
 ودائیت ہی حق کے لئے تتر اور رہے کہ معتقد ہیں اودیس۔ اور صفت  
 تشبیہ اور حق کی عنیت کو خلق سے اعتقاد رکھنے والوں کو کافر کہتے ہیں  
 اور اہل شریعت باطنیہ یعنی اہل حقیقت جو کہ لا معبود الا اللہ



اور ہمہ ادست اور لا الہ الا اللہ کے قائل ہیں فرماتے ہیں کہ تنزیہیہ اور تشبیہ دونوں قرآن اور احادیث سے ثابت ہے۔ فصدق الاول دون الثاني۔ پس تصدیق کیا یعنی پس جانا اول کو سوائے ثانی کے من قال ذو من یبعض و فکفر یبعض پس جس نے کہا ہم ایمان لائے بعض پر اور انکار کرتے ہیں بعض کا۔ اس لئے کہ ہوا مظاہر پر قرآن کے دلائل سے ہے حق کی صفت تشبیہ کا اثبات کرتی ہے۔ پس اس کا انکار صریحاً کفر ہوئے اور دلیل معکم بھی قل هو اللہ احد۔ وحدت مطلقہ کا اثبات کرتی ہے۔ وحدت مقیدہ پر قیاس کرنا معکم میں تاویل ہوئے وہ بھی باطل ہے۔ والنصوص کحل علی خواہرہا۔ پس ان کا اعتقاد تشبیہ و عینیت باوجود تنزیہیہ و غیریت کے ہوئے۔ پس ایمان اول سے مراد اس بیت میں ہے ۷

تاما مدرسہ و متارہ ویرا نشود	حوال قلندری بسا ماں نشود
جب تک مدرسہ و متارہ ویرا نہ ہو	قلندری کے حالات یا سامان ہوں
تا ایمان کفر و کفر ایمان نشود	یک بندہ حق مسلمان نشود
جب تک ایمان کفر اور کفر ایمان نہ ہو ایک	بندہ حق یقیناً مسلمان نہ ہووے
ایمان مقید حجازی ہووے وہ اہل ایمان مطلق حقیقی کے پاس	
کفر ہوئے اس لئے کہ شریعت کا ایمان جو دو معبود کی نفی اور ایک معبود	
کا اثبات ہووے ان کی نظر میں (ایمان حقیقت پر جو دو جوہر کی نفی اور	
ایک وجود کا اثبات ہے) کفر ہے جیسا کہ کہا گیا ہے ۷	

چنان کال گبر و یزدان اہرمن گفت ہمیں نادان و احمق اودمن گفت  
 جیسے کہ وہ گبر نے یزدان اور اہرمن (یعنی نیکی کا ایک خدا اور بدی  
 کا ایک خدا) کہا یہ نادان و احمق بھی وہ اور میں (دوجہ) کہا پس جان  
 لے کہ جب تک ایمان کفر نہ ہو مدام ایمان مقید کو ایمان مطلق کی نظر سے  
 کفر نہ سمجھے کفر ایمان نہ ہووے جیسے کہ اہل طریقت فرماتے ہیں کہ  
 کفر باطل پوشش حق است اندر خوشن کفر باطل حق کا لباس ہے اپنے میں  
 کفر حق پوشش بد خویش است اندر خوشن کفر حق اپنا لباس ہے حق میں کفر حقیقی کہ  
 اس کی صفت یہ ہے ایمان نہ ہووے (یعنی اہل حقیقت کے پاس) یعنی  
 وہ میرے معتقد نہ ہوویں علماً و حالاً۔ اس لئے کہ وہ کفر حقیقی عین ایمان  
 حقیقی و اسلام معنوی ہے یا یہ کہ کفر اہل ظاہر کی سمجھ کے اعتبار سے  
 جو یہ لوگ وہ کفر حق کو کفر باطل سمجھتے ہیں۔ اس کی حقیقت پر ادراک  
 و اطلاع نہ ہونے کے باعث وہ کفر حق کہ جو عین ایمان حقیقی ہے ایمان  
 نہ ہووے یعنی اس کو یقیناً ایمان کامل نہ جانے کہ  
 یک بندہ حق بحق مسلمان نشود  
 ایک بندہ حق یقیناً مسلمان نہ ہووے

یعنی مسلمان کامل نہ ہووے۔

## غایت مافی الباب

انتہا اس باب کی یہ ہے کہ ایمان شرعی ایمان حقیقی کے بغیر ایمان  
 ناقص ہے۔ پس لیکن ایمان حقیقی بھی ایمان شرعی صرف الحاد ہے اور

اول ثانی کے ساتھ اور ثانی اول کے ساتھ ایمان کا ہے۔ پس غور  
کیجئے۔ پس حقیقت میں یہ کلام لطیف بحث شریف ہے

## صُورِ حکِیَاس

جاننا چاہئے کہ تعین و تقید و کثر و تعدد و شکل و صورت و مقدار  
ہیئت ذات اشیاء کی نسبت حقیقی ہے عارضی نہیں۔ اور وحدت الوجود  
حقیقی پر نظر کریں تو مطلق عارضی ہے حقیقی نہیں ہے۔

وعدتے گشتہ کثر تش طاری

در ہمہ ساری از ہمہ غساری

وحدت جس پر کثرت طاری ہے تمام میں سمائی ہے اور تمام سے  
الگ ہے پس قائل ہونا اس پر کہ خلق کا وجود عین حق کا وجود ہے بے  
شبہہ صحیح ہے اس لئے کہ خلق کا وجود ایک پر تو ہے حق کے حقیقی الوجود  
کے آفتاب سے جو ممکنات کی ذاتوں پر چمکے گا تو وہ سب اس ظہور کے  
سبب سے ظاہر خارج میں نمودار ہوئے جیسے کہ سمجھیں کہ حساب کا  
نور عارضی آفتاب کے حقیقی نور کا عین ہے اور تنزیہ قول کہ حق کا وجود  
حقیقی خلق کے عارضی وجود کا عین ہے۔ درست ہے جیسا کہ ہے کہ آفتاب  
کا نور حقیقی حساب کے عارضی نور کا عین ہے۔ لیکن شکل و صورت اور  
حد و حصر و مقدار ہیئت و کیفیت و تنجیدگی اور مثل اس کے جو اشیاء

کے ذاتی ہیں۔

حق سبحانہ تعالیٰ اس سے بالذات منزہ اور مبرا و دہری ہے۔ اور اگر کہیں کہ وہی ہستی حق ہے جو بعینہ ممکنات کی صورت میں ظاہر ہوئی تمثیل و تشکل کے طریق پر اسی تعین و تقید و چوٹی و چگونی و حصہ و متحد اور مثل اس کے ساتھ نمود پائی اس حیثیت سے کہ عین (یہہ شکل و صورت و حد و حصہ و مقدار و ہیئت و خیرہ) ممکنات کے لئے اور ذاتی ہے بے کم و بیش کے اپنی ذات عالی بخ حق تعالیٰ ہے ہوتی ہے۔

اس میں کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ لیکن یہ عینیت حق کی ممکنات کی صورت میں حاصل طور پر اس کے لئے عارضی ہوں نہ حقیقی اس لئے کہ وہ سبحانہ تعالیٰ اپنی ذات کی حد میں ان تمام سے مقدس ہے۔ اگر اسی قیاس پر کہہ کہ ممکنات بالذات ذات حق کے عین ہو دیں یہہ جائز نہیں ہے۔ فناء عین ماضیہ و کیس ماضیہ عینہ پس تحقیق عین ہے جو ظاہر ہوا۔ اور جو ظاہر ہوا اس کا عین نہیں ہے۔ جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لیس کہ مثلہ شئی یعنی اس کے جیسی کوئی شئی نہیں ہے اس واسطے کہ اطلاق حق کا ذاتی ہے۔ اور تقید خلق کا ذاتی ہے۔ اور وہ ذاتی وہ چیز ہے اس سے دفع ہونا نہ ہو سکے یعنی محال ہو پس غور کیجئے۔

حاصل امر یہہ ہے کہ واجب حقیقی حقیقت ممکنات کا عین ہونا

اور ممکنات کی ذاتیں حق کی ذات کے عین ہونا۔ محققات اور محالات سے ہیں اور یہ ایسا ہو گا کہ کوئی یہہ کہے کہ قرص (دائرہ) آفتاب قرصِ آفتاب کا عین ہوتا ہے۔ اور قرصِ آفتاب عین قرصِ آفتاب ہو جاتا ہے۔ پس یہ خیال فاسد اور گمانِ غلط ہے

لَا تِلْكَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اثْنَانِ وَالنُّوْرُ فِيهِمَا وَاحِدٌ حَقِيقٌ كَهَيْئَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَهِيَ أَوْ لَوْ لَرَأَى اثنانِ دُونِ فِيهِ اِكْبَادٌ  
پس فہم کریں۔

اور جانئے کہ فرمایا شیخ حمی الدین علی بن عربی قدس سرہ نے قوۃ کتبہ کے آٹھویں باب میں وَصَفَ الْحَقَّ خَلْقَ وَالْخَلْقَ حَقَّ اَنْتَهٰی  
وَذَلِكَ لِاَنَّ الْاِطْلَاقَ الْحَقِيقِيَّ ذَاتِيٌّ لِلْحَقِّ فَلَا تَقْتِيْدُهُ الْكُلُوْبُ بِظُهُورِ تَعْيِيْنِهَا فِي تَجَلِيَّةِ الْوُجُوْدِ مُسَبِّطٌ عَلَيْهَا وَالْمَخْلُوقُ مُقَيَّدٌ وَالْمَقْيَدُ ذَاتِيٌّ لَهُ لِاَنَّ الْخَلْقَ عِبَارَةٌ عَنْ تَعْيِيْنِ خَاصٍّ فِي الْوُجُوْدِ الْمُنْبِیْءِ اَقْتَدَ مَا هِيَ الثَّانِيَّةُ فَلَوْ اَرْتَفَعَ الْقَيْدُ لَوَيْكُنْ خَلْفًا فَلَا بَصَرَ۔ اِنْ يُقَالُ الْخَلْقُ عَيْنُ الْخَلْقِ عَيْنُ الْحَقِّ لِاَنَّ الْمَقْيَدَ الَّذِي يَكُوْنُ التَّعْبِيْدُ ذَاتًا لَهُ لَا يَكُوْنُ عَيْنُ الْمَطْلُوقِ الَّذِي يَكُوْنُ الْاِطْلَاقُ ذَاتًا لَهُ بِخِلَافِ اَنْ يُقَالُ لِحَقِّ عَيْنِ الْخَلْقِ بِاَنَّهٗ صَحِيْحٌ كَاَنَّ الْمَطْلُوقَ الْحَقِيقِيَّ لَا تَقْتِيْدُهُ الْاِ

أكون قجليه له <sup>مقتدا</sup> لدنيا في التنزيه يله يكيس كمثل شئ نقل  
 من عين مطلع الوجود في تحقيق التنزيه في وجد لا  
 الوجود للشيخ ابراهيم بن حسن الكروي اعلم ان  
 حقيقة تعالى مخالفة لسائر الحقائق والذات في  
 ان تنظر الى صفات للعقل كلها وتنزه الحق تعالى  
 عنها من حيث الكشف فنقول مثلاً من شات  
 الخلق جهل من ذور هو فليس الحق تعالى بجهل  
 بل هو عالم بكل شئ ومن شات الخلق العجز  
 والجهل فليس الحق تعالى يعاقر عن انفا وقوع  
 شئ فمن ارادة بل هو قادر ولا في جهة  
 ولا في جسم وهكذا ان لا يصح في جانب الحق تعالى  
 لموق بشيه يتلفه ابد الا في شخص ولا في نوع ولا في  
 حيث نقل من عين جواهر المواقيت للشيخ  
 عبد الوهاب الشعراي في علم العقائد من  
 البحث المربع في وجوب اعتقاد ان حقيقة تعالى  
 مخالفة للسائر الحقائق وانها ليست بعلمومة  
 في الدنيا الاخر -

## کلمہ اعتبار وجود

کہتا ہے شیخ ما ان افاق اور جامع ان اوراق کا کمال الدین کان اللہ امین کا سوال

سوال - اگر پوچھے کہ حضرت جامی قدس سرہ لواحق (لواحق جامی) میں فرمائے ہیں کہ ہر شی کی حقیقت تعین وجود کا ہے باوجود تعین خواہ مرتبہ علم میں یا مرتبہ عین میں کیا معنی رکھتا ہے؟

جواب - جان لو کہ ہر شی کی حقیقت دو سبب رکھتی ہے ایک وجود کی حقیقت کا انداز نہ دوسرا اس کے عدم ذاتی کا اعتبار (جس کو عدم اضافی اور عدم امکانی کہتے ہیں) پس ہر شی کی حقیقت وجود کی حیثیت کے اعتبار سے تعین وجود باوجود تعین ہووے جان لو کہ تعین وجود شیخ علاؤ الدولہ سنحانی قدس سرہ کے مذہب کی بناء پر کیا گیا ہے چونکہ ان کے نزدیک وجود علم مغاضی جو وجود کمالات سے مراد ہے اور نفس رحمانی اشارہ اس سے ہے صفات اللہ سے ایک صفت ہے۔ نہ ذات اللہ گویا کہ تعین صفت متعین ہے نہ اس کی ذات لیکن مفہوم کے اعتبار سے اگر صیغہ موصوف ہے مگر وجود کے اعتبار سے عین موصوف ہوئے پس مقصود حاصل ہوا اور وجود متعین حضرت شیخ الاکبر رضی اللہ عنہ

کے مذہب کی بناء پر جو فرمائے ہیں یہہ کمران کے نزدیک وجود عام  
مفاسی وہی ذات حق ہے تعین کے ساتھ متعین نہ صفات  
اللہ سے کوئی صفت۔ یہ حال ہر شئی کی حقیقت کو تعین وجود  
یا وجود مستحین کہا گیا نہ حقیقت حق کو جو ان میں جیسا ہی  
(تحقیق وہ جیسی کہ ہے) یعنی بالذات لا تعین اور  
نقط وجود اور ہستی بحث ہے۔ پس اگر کوئی شخص حقیقت  
حق سبحانہ تعالیٰ کو تعین وجود یا وجود تعین جانے اس کی تنہائی  
و تنزیہ اس کا اطلاق ذاتی کا انکار کیا ہوا ہو تو تعالیٰ  
عن ذالک علواً کہیا۔ بلند و بالا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس  
سے اور اعلیٰ و اکبر ہے۔ پس معلوم ہوا کہ تعین وجود یا وجود  
متعین ہر شئی کی حقیقت ہوئے نہ حقیقت حق سبحانہ کی لیکن  
اس قدر جانتا چاہئے کہ وہ وجود متعین مذکور عین ذات لا تعین  
اور ہستی مطلق اور نقط وجود خاص ہوئے جو حق سبحانہ کی حقیقت  
ہے نہ اس کے بغیر کی۔ اثبات وحدت الوجود جو صوفیہ صافیہ  
علیہم الرضوان والتحیۃ اس پر معتقد ہیں کسی وجہ سے فرق  
نہ پائے۔ پس فہم وغور کریں۔ البتہ اس میں فائدہ حلیہ ہے۔



## کلمہ بیانِ قدر

فی القدر دوسرے القدر دوسرے القدر راجحاً  
 بیانِ قدر کے اور ہر قدر کے منحصر آ جانے کے کلامِ محققات علیہم الرحمہ  
 والرضوان کے اقتضائے مطلب سے یہہر بیچ بدان (مصنفہ)  
 پر ایسا پایا جاتا ہے کہ بندوں کے افعال (کفر و اسلام اور طاعت اور  
 عصیان سے اور مثل اس کے) ان کے اختیار کے تابع ہیں۔ ان کا اختیار  
 تقدیرِ ازلی کے تابعِ رُحمن سے مقرر کی ہوئی اور تقدیرِ ازلی علمِ قدیم  
 دائمی ظاہر و باطن کے تابع۔ اور علمِ قدیم حقائق و اعیان کے تابع۔  
 اور اعیان و حقائق حضرت سبحانہ کے شیون ذاتی کے تابع۔ اور  
 شیون وجودِ محض کے تابع جو نہیں ہے کوئی مرتبہ اس کے ماسوی پس  
 اس کو سمجھ لو اور جان لو۔ شرح الفقہ الاکبر میں فرمایا صغائر  
 باری تین قسم پر ہے۔

(ایک حقیقتِ محضہ۔ دوم حقیقتہ اضافیہ۔ سوم اضافیہ

محضہ)۔

پہلی حقیقتِ محضہ۔ وہ ایسے صفات ہیں کہ غیر سے تعلق نہیں  
 رکھتے ہیں جیسا کہ حیات اور وجود و قدم و وحدت و غنا و استغنت  
 و لقا اور مثل اس کے۔

دوسری حقیقت اضافیہ = کہ اس کو تعلق غیر کے ساتھ ہے  
 جیسا کہ علم۔ قدرت دارادت و سمع و ولہر وغیرہ صفات ذاتیہ ہے۔  
 تیسری اضافیہ محضہ۔ وہ صفات ہیں جو خارج میں وجود نہیں  
 رکھتے ہیں اور وجود ان کا موقوف ہے اثبات عقل پر پس نہیں ہے  
 ان صفات کو مگر وجود ذہنی جیسا کہ محبت۔ قلبیت۔ و بعدیت  
 و قرب و اعاطت اور مثل اس کے اور یہ حادث ہیں اور مصنف کے  
 قول سے مراد کہ لا بقوم بذاتہ۔ حادث ہے یعنی بالذات قائم نہیں  
 ہیں حادث ہیں۔ یہ کہ صفات حقیقہ محضہ و حقیقہ اضافیہ سے  
 الہ کے تعلقات ذات باری تعالیٰ سے نہیں ہیں پس تعلقات کے  
 حادث ہونے میں کوئی ضرر نہیں ہے اگر ایک بھی ان اقسام صفات  
 سے حادث ہوں لازم ہوگا کہ ذات باری بھی مقام حوادث میں رہے  
 اس لئے کہ یہ قائم ذات الہی سے ہیں اور محل حوادث بھی حادث ہو  
 پس لازم ہوا حدوث باری بہ خلاف قسم سوم کے۔ قسم دوم کے  
 صفات و تعلقات جو کہ یہ قائم بذات نہیں ہیں۔ پس ان کے حادث  
 (یعنی حادث ہونے) میں کوئی خلل نہیں ہے۔

## کمالات صفات

اس قاصر ذات کے خاطر میں گزرتا ہے کہ معنی دلائل بقوم حیدر اتنے  
 حادث محققہ اکبر کے عقیدہ کا مستحق ہے وہ بیہرہ ہے کہ جو کچھ صفات  
 و کمالات حقیقت حق سبحانہ تعالیٰ کی ہیں ازل سے ثابت ہیں یعنی  
 اس کے صفات قدیم ہیں اور باقی جیسے کہ (جو بالذات قائم نہیں  
 وہ حادث ہے)

ذات حقیقتہ محضہ ہوئے مثل وجوب و حیات و وحدت  
 و انیت و قدم و بقا و غنا اور مثل اس کے خواہ حقیقتہ اضافیہ جیسا  
 کہ علم و ارادہ۔ قدرت اور مانند اس کے یا صفات افغانی کہ جیسے  
 خالقیت و ارزقیت و احیاء و امانت و عقاربیت و تساربت اور  
 مثل اس کے بلکہ اغیاء ثابتہ و صومر علمیت (علمی صورتیں) جو ممکنات  
 کی ذاتیں اور مہمیات ہیں۔ تاج و لزوم و قابلیت اور اپنی استعدادیت  
 کے ساتھ مضمینہ غیب میں جو کہ احدیت، وحدیت۔ و احدیت  
 مراد ہیں۔ ہر چیز وہ حدود و تغیر فنا و زوال و نقصان بالذات  
 رکھتے ہیں۔ لیکن نظر عالم پر جو ذات حق ہے ان کی معلومیت میں  
 خصوصاً حق تعالیٰ کو جو مرتبہ و احدیت میں ثابت ہے قدیم اور ازلی  
 بے جعل و باعل (بنانے والی کی بناوٹ کے بغیر) ہیں ورنہ ذات  
 باری تعالیٰ حوادث کے مقام ہونا (یعنی حادث ہونا) لازم آئے گا

تعالیٰ احلہ من ذالک علواً کبیراً ملیند و برتر ہے  
 اللہ تعالیٰ اس سے غالب اور بزرگ۔ لیکن وجود خارجی کی نسبت سے  
 (یعنی صالح یکتا کی صفت) بے ہمتا قدیر کی قدرت سے اپنے احکام  
 و آثار کے ساتھ خارج میں وجود کی کہہ میں مخلوق اور محمول (بنی  
 ہوئی) اور حادث ہیں۔

تو گو عالم قدم حُستی بے فعل چناں بود  
 تو اگر عالم قدم تلاش کرے ایسا ہوئے  
 وگرنہ حادث بیاوردی بہاں بود  
 اور اگر حادث کو نکال تو ہی ہے

پس عالم مرتبہ غیب میں قدیم ہے اور مرتبہ شہادت میں حادث ہے  
 نفی آل یک چیز و اعاش دو است  
 کسی ایک چیز کی نفی اور اس کا اثبات جائز ہے۔  
 چوں جہت شد نسبت دو ناست  
 جبکہ جہت مختلف ہوں گا اس کی نسبت پہلو ہے  
 فافہم پس فہم کریں اور جانیں۔

اگر تو کہے قدیم اس کو کہتے ہیں جو خارج میں موجود رہ کر ہمیشہ  
 رہے میں کہتا ہوں۔ موجودیت اس قدیم کی جو تم نے کہا کس معانی  
 پر؟ اگر کہے کہ معنی مستقل موجودیت یعنی خود۔ بخود موجود رہندہ  
 خاص اسی کے لئے ہے۔ میں کہتا ہوں سبحانہ اللہ اس معنی کے ساتھ اطلاق

قدیم صفات حق کے بارے میں صادق نہیں آتا ہے۔ پس کیونکر ہو؟ اعیان کے حق میں۔ اس لئے کہ صفات موجود میں ذات کے وجود سے قدیم ہیں ذات کی قدامت سے اور قدیم ہیں قیام ذات سے خود بخود نہیں پس جو کہ خود بہ خود موجود خارج میں ہوگا ہمیشہ رہے ذات حق ہے سبحانہ یعنی اپنے وجود سے موجود ذات حق ہے۔ نہ صفات۔ بلکہ صفات موجود ذاتی وجود سے اور قائم ذات کے قیام سے اور قدیم ذات کی قدامت سے ہیں پس اپنے خیال سے پس قدیم کی تعریف جو تو نے کی ذات پر صادق آوے فقط۔ نہ صفات پر یہ کیا معلومات ہیں؟

اور عقائد میں لکھتے ہیں کہ معنی قدم حق نفی عدم سابق کی نفی کا قدیم ہونے کے معنی عدم سابق کی نفی ہے اس کے وجود پر پس قدیم وہ ہے کہ مسبوق بہ عدم نہ ہوئے۔ یعنی اس کے وجود کے سابق میں عدم نہ ہو۔ اور لبقائے حق تعالیٰ سے مراد عدم لاحق کی نفی اس کے وجود کے لئے مخصوص ہو۔ یعنی ایسا باتی جو عدم سے لاحق نہ ہوئے یعنی عدم لاحق نہ ہوئے خاص اس کے وجود کے لئے پس ذات و صفات حق کو نہ گوارہ تعینات کے ساتھ اور باقی کہنا کفایت کرتا ہے۔

جب کہ قدیم ان معنوں کے ساتھ جو سابق میں تم نے کہا ذات حق کے علاوہ اس کی صفات پر بھی صادق نہیں آتا ہے۔ پس کیونکر اعیان کے لئے؟ کیونکہ جو اعیان ثابت کو قدیم کہے ہیں۔ نسبت سے ہیں کہ بعض اعیان عارفین ارواح کو قدیم کہے ہیں اس

تخصیص سے کہ خلق اللہ۔ الارواح قبل الاجساد بالف عام کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ارواح کو اجساد سے دو ہزار سال قبل۔ پس معلوم ہو کہ قدم خاص ذات کے لئے نہ قدم صفات پہنچے نہ معلومات۔ پس فہم کریں۔  
دومرا یہ کہ اخیان نامیتہ اپنے نفس سے خارج میں وجود نہیں رکھتے نہ یہ کہ حق کی وجود بخشی کے بعد خارج میں موجود نہ ہوئے حاشا ثم حاشا

اعیان عین ناکردہ نزول

اعیان عنیت کی گہرائی سے نازل نہ کئے ہوں

حاشا کہ بود بجعل جعل محمول

پتہ بخدا کب ہو وین نیلے سے بنائے والکینے ہوئے

اعیان کی خارج میں موجودیت کے اثبات میں بہت سے دلائل اور مقولے

بہت تفصیل کے ساتھ اسی رسالہ میں لاول گا انشاء اللہ تعالیٰ

## محبت و احاطت

جانتے کہ محبت و احاطت و قرب اقربیت و ہر ایت کی صفت اور فیض حق کے ظہور کو علم ظاہر علم اور قدرت کی حیثیت سے نامیتہ کرتے ہیں اور صوفیا ذات کی حیثیت سے اس لئے کہ علم اور قدرت حق کی ذاتی صفات سے ہیں۔ کبھی ذات سے منفک (جدا) نہیں ہوتے ہیں۔ اور وجود اور ان کا قیام ذات سے ہے نہ بخود اپنے

آپ) اہل نظر متکلمین سے بھی صفت و موصوف کو ایک وجود سے دو موجود جانتے ہیں یعنی ایک وجود موصوف جو کہ ذات ہے صفات بھی موجود ہیں حاصل یہ ہے کہ وجود صفت موصوف کا ایک ہی سے نہ دو جیسا کہ علماء کے نزدیک وجود عرض و حمل کا ایک ہی ہے۔ اور بعض لوگ صفات کو وجود زائد پر ذات کہے ہیں یہ عقلی اور اعتباری ہے۔ حقیقی اور واقعی نہیں ہے۔ پس محبت حق کے ثبوت میں علم اور قدرت کی حیثیت سے تحقیق محبت اور وہ ذات کی حیثیت سے بھی رتبہ پائی پس فہم کریں۔

## کلمہ صفات حق سبحانہ تعالیٰ

جانئے کہ ذات حق سبحانہ تعالیٰ ہستی مطلق اور وجود محض ہے اس وجود کے کمالات کو صفات نام رکھتے ہیں۔ پس کمال اول اس کا یہ ہے کہ وجود کبھی نیست ہونے والا نہیں بلکہ ہمیشہ سے ہے اور رہنے والا ہے۔ ع

جاذاں هست و بود خواہد بود

یہ ہمیشہ سے ہے اور تھا اور رہیگا

پس اس کے یہ کمال کو یعنی نیست نہیں ہونا اور ہمیشہ هست رہنا۔

اس وجود کو صفتِ حیات اور لقا کہتے ہیں۔

اس کا دوسرا کمال یہ ہے کہ وہ خود اپنے کو اور اپنے تمام کمالات کو اور اپنے ماسوا کے ذات و صفات کو بھی ہمیشہ جانتا ہے۔ اس کمال کو صفتِ علم کہتے ہیں دوسرا کمال یہ ہے کہ

دوسرا کمال یہ ہے کہ وہ وجود چاہتا ہے کہ اپنے کو اور اپنے تمام کمالات کو ہمیشہ ظہور میں لائے اس کمال کو صفتِ ارادت کہتے ہیں۔ بعض محققین ارادت کے معنی تجلّی ذاتِ معدوم کے ایجاد کے لئے فرماتے ہیں۔

ایمانِ ثانیہ کے وجود کو ان کے عدم پر ترجیح دیتا ہے۔

دوسرا کمال یہ ہے کہ وہ وجود کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور وہ

جو نہیں چاہتا نہیں کرتا ہے کر کے۔ اور جو کچھ چاہتا ہے کر کے کہ جو کچھ نہیں چاہتا ہے نہیں کر سکتا ہے اور اپنے خلاف کے لئے (یعنی مخالفین) یہ معنی غم کے ملنزم (یعنی غیر لازم آئے) ہووے تعالیٰ اللہ عن ذالک (اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے) اور اس کمال مذکور کو صفتِ قدرت جانتے ہیں۔

اگر تو کہے کہ لفظ ناخو رستی (نہیں چاہتا) سے جو تم نے کہا جبر و اضطرار مفہوم ہو رہا ہے وہ صفت تو نقصان کی ہے تا صفت کمال کی پس کیونکر جائز ہووے۔ ۹

میں کہتا ہوں خواستنا و خواستنا (چاہنا نہیں چاہنا) سے ہماری



مراد یہ ہے کہ اس کی مثال۔ مثلاً زید کے لئے وجود چاہتا ہے اور عمر کے لئے وجود نہیں چاہتا۔ یعنی عمر کا عدم چاہتا ہے اور عمر کی حیات چاہتا ہے اور خالد کے لئے محیات نہیں چاہتا یعنی خالد کی موت چاہتا ہے۔ ایسا ہی جس کے کوئی انتہا نہیں ہے۔ پس یہ خواستن و ناخواستن جو ذکر پایا یہ مرد اختیار و ارادت کے معنی کی تحقیق پائے۔ نہ جبر و اضطرار کے تعالیٰ احلہ عن ذالک اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے۔ پس قوت اور قدرت یعنی تو المستن و کبر دن (کر سکتا اور کرنا) جو کچھ چاہتا ہے اور نہیں چاہتا ہے صفت قدرت ہووے۔

دوسرا کمال یہ ہے کہ وہ وجود اپنے کو اور اپنے تنوعات ظہورات داخل و خارجی (اپنے داخلی و خارجی ظہورات کے اقسام) کو یعنی اپنے اسماء و ذات و صفات کے مظاہر و محال (جائے ظہور و جائے جلوہ) کو ہمیشہ دیکھتا ہے۔ اس کمال کو صفت بصیرت کہتے ہیں۔ دوسرا کمال وہ ہے کہ وہ وجود اپنے اسماء و ذات و صفات کے مظاہر کو امر سے ظاہر کرتا ہے امر سے "انما امر اذا امراد اخلہ شیئاً ان یقولوا لا لہ کن فیکون۔"

ترجمہ :- جزیں ثبیت کہ اس کا جب ارادہ کیا اللہ تعالیٰ کسی شے کا یہ کہ کہتا ہے اس کو ہو پس ہو جاتا ہے۔ اس کمال کو صفت کمال کہتے ہیں۔

۱۔ عدم گفت نکتہ ہائے شکر و  
عدم کے لئے کہ غیب و دنیا نکات

حق تعالیٰ جو بے عبارت و حرف  
حق تعالیٰ نے جب بے عبارت اور حرف

عدم آمدن ذوق آل سخنان      بقضائے وجود رقص کنان  
 عدم اس کلام کے ذوق سے      وجود کی فضا میں رقص کرتا ہوا آیا  
 بعض تحقیقین فرماتے ہیں۔ کلام کے معنی اطلاق دینا ہووے کسی کو اپنے معلومات  
 پر باری تعالیٰ ابھی اسی وجہ سے تکلم ہے۔ اس واسطے کہ تمام چیزیں اس  
 باری تعالیٰ کے معلوم ہیں۔ اس پر اطلاق دے سکے۔ فرمایا عین التفصیل  
 قدس سرہ نے بعض فارسی رسالوں میں خدائے تعالیٰ کامل الذات  
 و ختم صفات ہے۔

اسی کا کلام آلہ و مادہ و حلق و لب اور سے جو مختلف حروف کی تخریج  
 میں مستعنی ہے اور ہمارے لئے کوئی مقصد ہو تو ہم چاہتے ہیں کسی کو معلوم  
 کرایں۔ زبان و حروف آواز کے محتاج ہوتے ہیں۔ تاکہ اپنے مقصد کو اس  
 خیم میں پہنچائیں۔ اور حق تعالیٰ کو ان سب سے حاجت نہیں ہے جب  
 کہ جو علم جس کو چاہے حروف و اصوات کے بغیر اس میں حاضر کرے۔ جیسے  
 کتب فی قلوبہم الا یات۔ و علمہ بالقلوب۔  
 الرحمن علم القرات الی آخر کا جو کچھ علم ازلی سے ہے  
 ہرگز انتہا کو علم ازلی میں دخل نہیں ہے لہذا کان الیہ مداداً  
 الکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات  
 ربی و لو جامعہ مدوا الخ

دوسرا کمال یہ ہے کہ وہ وجود اپنا کلام اور اپنے مخلوقات کے  
 کلام کو سننے پر ہمیشہ خواہ غیب میں خواہ شہادت میں۔ اس کمال کو

صفتِ سماع نام رکھتے ہیں۔ قطعہ

قطعہ حال ہر ممکن بکتم عدم  
بند و داندوز زبیش کم  
گوشہ علم کے ہر ممکن کا حال  
بغیر کم و بیشی کے دیکھے اور جانے

وز سوال و طلب ہر آنچه رود      بزبان یگان یگان شنود  
اور سوال مطلب سے جو کچھ بھی جاوے      ہر ایک زبان سے فرداً فرداً سنوے  
حاصل اس باب کا یہ ہے کہ مبصرات کا ادراک (دریافت) اس کی  
صفتِ بصیر سے اور مسموعات کے ادراک کو اس کی صفتِ سمع سمجھو  
ہر ایک از وصف سمع و وصف بصیر      ہر یک جز علم معنی دگر  
صفتِ سمع اور صفتِ بصیر سے ہر ایک      سوائے علم کے اس کے دوسرے ہی معنی ہیں  
حق کے مکتوبات ظاہر کرنے کو اس کے کلام کی صفت کہیں  
بیت حق تعالیٰ حقائق و اسرار      جو کند بر قایلاں اظہار  
حق تعالیٰ اپنے حقائق و اسرار      جب قابل افراد پر ظاہر کرے  
صفتِ را کہ ہر مبداء آل      کردہ نامش کلام اہل لسان  
جو مبداء ہے اس صفت کا      اس کا نام متکلمین کلام رکھے ہیں  
یہ مذکورہ شیخ صفات (سات صفات کو امہات کہتے ہیں اور

یہہ کمال ہر اک وجود میں حقیقی وجود کا عین ہے اور مرتبہ علم میں ہر کمال وجود یعنی وجود علمی سے کمزور یا تال ہے۔

دوسرا جاں لیں کہ۔ عقائد شریعہ میں لکھتے ہیں۔ صفات  
 ماعین ذات ہیں اور نہ غیر ذات اس سے زیادہ کچھ لکھتے نہیں ہیں۔  
 ہمہ پاکیزہ از شر ویری از شستیں ہمہ با ذات او نہ غیر نہ عین  
 نام برائوں سے پاک اور ہر غیب سے بری تمام اس کی ذات کے ساتھ نہ غیر ہیں اور نہ عین  
 لیکن صوفیائے کرام تفصیل اور تشریح اس بات کی ایسی کرتے ہیں  
 کہ صفات ایک وجہ سے عین ذات ہیں۔ اور ایک وجہ سے غیر ذات  
 یعنی عین ذات حق ہیں وجود کی حیثیت سے اور اس کی ذات  
 نے غیر ہیں مطابق عقل کے اس واسطے کہ صفات کو فقط عین ذات  
 جاتا نفی صفات کی طرف کشش پائے۔ وہ باعث تھیل ہے۔ اس بنا پر  
 بلکہ ذات و صفات کے درمیان تمیز اور فرق سات وجہ سے تصور  
 لیا گیا ہے۔

وجہ اول یہہ کہ۔ تقدم ذات کو ہووے (ذات مقدم ہے) اور  
 ماخیر صفات کو (یعنی صفات موخر ہیں) یعنی اول ذات اس کے  
 بعد صفات کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ نہ اس کے برعکس اور یہ تقدم و ماخیر ترتیبی  
 ہے۔ (یعنی مرتبہ کے لحاظ سے) نہ زمانی (زمانہ کے لحاظ سے نہیں)  
 وجہ دوم۔ یہ کہ ذات قائم بخود ہے اور صفات قائم بذات یعنی  
 صفات کا قیام ذات سے ہووے نہ اس کے برعکس۔

وجہ سوم۔ یہ کہ صفات میں تعدد ہووے۔ یعنی صفات کے مفہوم کے لئے تعدد ہووے (ذات کے مفہوم میں نہیں)۔

وجہ چہارم۔ یہ کہ ذات کو ایتھ ہووے اور صفات کو نہیں یعنی ہر صفت واسم میں جو انانکی وہ ذات ہے۔ صفت نہیں۔

وجہ پنجم۔ یہ کہ ذات ہمیشہ ایک حال پر ہے۔

ہر چند دل نہاں و عیاں نیست غیر او

ہر چند نہاں اور عیاں میں نہیں ہے ال کے سوا

فی حد ذاتہ نہ نہاں است نہ عیاں

اس کی ذات کی حد میں نہ نہاں ہے اور نہ عیاں اور صفات کبھی مخفی اور کبھی ظاہر جیسے کہ محققین فرماتے ہیں مراتب مست کے بیان میں پس ظہور کی صفت کے اعتبار سے ذات کو ظاہر کہتے ہیں۔ اور باطن کی صفت کی حیثیت سے باطن۔ پس فہم کریں۔

وجہ ششم یہ کہ ذات موجود وجودی ہے۔ اور صفات موجود ذہنی ہے۔

وجہ ہفتم۔ یہ کہ ذات کو اجال و تفصیل نہیں۔ اور صفات کو اجال ہے۔

پس ان سات وجوہات مذکورہ پر نظر کریں تو صفات غیر ذات ہیں اور اگر عین ذات کہیں فقط نفی ثبات لازم آئے۔ اور وہ تقطیل

یہہ کمال ہر اک وجود میں حقیقی وجود کا عین ہے اور مرتبہ علم میں ہر کمال وجود یعنی وجود علمی سے تمیز پاتا ہے۔

دوسرا جاں لیں کہ۔ عقائد شریعہ میں لکھتے ہیں صفات  
 عین ذات ہیں اور نہ غیر ذات اس سے زیادہ کچھ لکھتے نہیں ہیں ۵  
 ہمہ پاکیز از شر ویری از شستیں ہمہ با ذات او نہ غیر نہ عین  
 تمام برائوں سے پاک اور ہر خبیث سے بری تمام اس کی ذات کے ساتھ نہ غیر ہیں اور نہ عین  
 لیکن صوفیائے کرام تفصیل اور شرح اس بات کی ایسی کرتے ہیں  
 کہ صفات ایک وجہ سے عین ذات ہیں۔ اور ایک وجہ سے غیر ذات  
 یعنی عین ذات حق ہیں وجود کی حیثیت سے اور اس کی ذات  
 کے غیر ہیں مطابق عقل کے اس واسطے کہ صفات کو فقط عین ذات  
 جانتا نفی صفات کی طرف کشش پائے۔ وہ باعث تھیل ہے۔ اس بناء  
 پر کہ ذات و صفات کے درمیان تمیز اور فرق سات وجہ سے تصور  
 کیا گیا ہے۔

وجہ اول یہ کہ۔ تقدم ذات کو ہووے (ذات مقدم ہے) اور  
 تاخیر صفات کو (یعنی صفات موخر ہیں) یعنی اول ذات اس کے  
 بعد صفات کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ نہ اس کے برعکس اور یہ تقدم و تاخیر رتبی  
 ہے۔ (یعنی مرتبہ کے لحاظ سے) نہ زمانی (زمانہ کے لحاظ سے نہیں)  
 وجہ دوم۔ یہ کہ ذات قائم بخود ہے اور صفات قائم بذات یعنی  
 صفات کا قیام ذات سے ہووے نہ اس کے برعکس۔

وجہ سوم۔ یہ کہ صفات میں تعدد ہووے یعنی صفات کے مفہوم کے لئے تعدد ہووے) ذات کے مفہوم میں نہیں۔

وجہ چہارم۔ یہ کہ ذات کو اہت ہووے اور صفات کو نہیں یعنی ہر صفت داسم میں جو انا کہی وہ ذات ہے۔ صفت نہیں۔  
وجہ پنجم۔ یہ کہ ذات ہمیشہ ایک حال پر رہے۔

ہر چند نہاں و عیاں نیست غیر او  
ہر چند نہاں اور عیاں میں نہیں ہے آل کے سوا

فی حد ذاتہ نہ نہاں است نہ عیاں  
اس کی ذات کی حد میں نہ نہاں ہے اور نہ عیاں  
اور صفات کبھی مخفی اور کبھی ظاہر جیسے کہ محققین فرماتے ہیں  
مراتب ستہ کے بیان میں پس ظہور کی صفت کے اعتبار سے ذات  
کو ظاہر کہتے ہیں۔ اور باطن کی صفت کی حیثیت سے باطن۔ پس  
فہم کریں۔

وجہ ششم یہ کہ ذات موجود و وجودی ہے۔ اور صفات موجود  
ذہنی ہے۔

وجہ ہفتم۔ یہ کہ ذات کو اجمال و تفصیل نہیں۔ اور صفات  
کو اجمال ہے۔

پس ان سات وجوہات مذکورہ پر نظر کریں تو صفات غیر ذات  
میں اور اگر عین ذات کہیں فقط نفی ثبات لازم آئے۔ اور وہ تقطیل

ہونے کی خبر دیتی ہے اس کے صفات اس سے پاک ہیں۔

اور دوسرا یہ جان لیں کہ اگر صفات کو غیر ذات (یعنی ذات کا غیر) جانیں فقط وہ واحد تعالیٰ کی ذات میں تشریک لازم آئے تعالیٰ اللہ عن ذالک۔ اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے بلکہ اولیٰ وہ ہے کہ ذات و صفات کو دو موجود ایک وجود سے کہیں یعنی ذات خود بخود موجود ہے اور صفات موجود ذات کے وجود سے کھنڈا عند المتکلمین اور ایسا ہی متکلمین کے نزدیک ہے جیسا کہ حکما کے نزدیک یہی عرض و محل دو موجود ہیں ایک وجود محل سے پس وجود کی حیثیت سے صفات کی عینیت و ذات تعالیٰ سے ثابت و محقق ہوئی۔

حال المولوح صاحبی قدس سرہ۔ فرمایا مولوی صاحبی قدس سرہ نے اپنی سوانح میں۔

صفات غیر ذات ہیں مقبول و حتم کی حیثیت سے۔ اور صفات ذات ہیں وجود کی حیثیت سے اور تحقیق اور حصول ہے انتہاء یعنی کاملین جیسے کہ محمد الف ثانی قدس سرہ صفات کو وجود زاید بر ذات فرمائے ہیں۔ یہ عقلی اور اعتباری ہے نہ نفس لامری اور حقیقی فہم کریں۔ اور کتاب عین المعانی میں فی شرح اسمائے ربانی میں لکھتے ہیں کہ صفات حق سبحانہ تعالیٰ متکلمین کے نزدیک نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات۔ اور حکما کے نزدیک عین ذات



ہیں۔ اور اہل تصوف کے نزدیک اس اعتبار پر کہ عقل اس کی مدد  
 ہے۔ (مدد دریافت طلب) غیر ذات ہے جو یکہ وہ حاکم ہے تمیز  
 کرنے پر ذات کے درمیان جو مراد ہے وجود مطلق سے اور درمیان صفات  
 کے جو متعدد نسبتیں ہیں واقعی اعتبار اور نفس الامری میں ایک دوسرے  
 کے عین ہیں۔ چونکہ صفت جو مراد تجلی وجود مطلق سے ہے مرتبہ  
 ظہور میں تجلی خاص جو زاید بذات اس کے نہیں بلکہ اس کی عین ذات  
 ہے۔ مثلاً عالم ذاتی ہے علم کی صفت کے اعتبار سے اور قادر ذاتی ہے  
 صفت قدرت کے اعتبار سے اور شک نہیں ہے۔ چنانچہ ذات و صفات  
 اپنے درمیان ایک دوسرے کے غیر ہیں اور عین۔ ایسے ہی صفات اور  
 اسماء اپنے درمیان بھی مفہوم و مظاہر کے انداز سے متغائر ہیں لغائر  
 کلی کے ساتھ اور عین میں یہ غیب اصلی اتہا قالہ الملتکلمون  
 الصفات علی قلشد اسم حقیقتہ محضہ کالسواد  
 والبیاض والوجوب والخیوۃ وحقیقت ذات اضافہ  
 کالموجودات و اضافہ محضہ کالمعیہ والقیلہ و  
 فی اعدادہا اذ الصفات بحوذ فی العو ثلاث  
 مطلقاً اتھلی

دوسرا جانے کہ تعریف صفات ذاتی کی اوپر تحریر ہوئی۔ اور  
 صفات افعالی۔ اور حقائق الہی اور اسماء کلی الہی اور مرتبہ وجوب  
 اشیاء ان صفات کو کہتے ہیں کہ فعالی کے یعنی کسنگی (کرنے کی صفت)

اور تاثیر اس میں مل کر ہوتی ہے اور ان کا ظہور موقوف ہے۔ اپنے مظاہر پر جیسا کہ خالقیت اور رزقیت اور احیاء و امانت اور غفاریت اور تباریت و تہاریت وغیرہ۔ اور صفاتِ انفعالی۔ اور حقائق کیانی اور اسمائے کوئی اور مرتبہ ممکنہ اعیان ثابۃ و صور علیہ مایات ممکنات اور ذاتِ مخلوقات کو کہتے ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ کے علم قدیم کے مرتبہ میں جو واحد نہیں ہے۔ یہ سب شانِ انفعالی و تاثیر یعنی اثر قبول کرنے کی شان رکھتے ہیں جیسے کہ صفت معلومیہ اور مقدوریہ اور شانِ مخلوقیہ و مرزوقیہ و مخفوریہ و مستوریہ و مقہوریہ۔ اور لوگ زندہ ہونا وغیرہ یہ تمام نکولات کو عالم غیب میں۔ شیونات ذاتیہ نام رکھتے ہیں۔ اور جامِ جہاں نما میں کلی و اجمالی اعتبار سے صفات انفعالی و اسماء اور حقائق الہی کو اٹھائیں قرار دیئے ہیں۔ اگرچہ ہر ترتیب تفصیل اور ان کی کثرت لا تعداد و لا محدود ہے وہی ہذا

وہ جہہ ہیں الریۃ الجامع اللطیف الفتوح  
 المذک الرزاق الحنیز المہیت الحی المحی القاہض  
 المستن المحصی المصور النور القاہم العلیم المظاہر  
 المقتدر المعنی الشکور المحیط۔ الحکیم المظاہر  
 الباطن الآخر الباعث البدیع۔ و صفات انفعالی و اعلیٰ  
 حقائق کو جو اعیان ثابۃ میں منظر حقیقت سے اسماء کلی الہی  
 کلیہ اجمالی اعتبار سے بھی اٹھائیں مقرر کئے ہیں اگرچہ مراتب اور

ان کی کثرت اور تفصیل ان کی خط و احاطہ سے باہر اور قیاس و شمار سے  
 بڑھ کر ہیں وہی بڑا وہ یہ بھی ہیں۔ غفل کل<sup>۱۸</sup>، نفس کل<sup>۱۹</sup>۔ صحت کل<sup>۲۰</sup>  
 جوہر۔ تسلی کل<sup>۲۱</sup>۔ عرش۔ کرسی۔ فلک البروزی۔ فلک منازل  
 فلک زحل<sup>۲۲</sup>، فلک مشتری<sup>۲۳</sup>، فلک مریخ<sup>۲۴</sup>، فلک خمس<sup>۲۵</sup>، فلک  
 زہرہ<sup>۲۶</sup>، فلک عطارد<sup>۲۷</sup>، فلک قمر<sup>۲۸</sup>، کرۃ آتش<sup>۲۹</sup>، کرۃ ہوا<sup>۳۰</sup>  
 کرۃ آب<sup>۳۱</sup>، کرۃ خاک<sup>۳۲</sup>۔ مرتبہ جماد۔ مرتبہ غایت<sup>۳۳</sup>، مرتبہ حیوان<sup>۳۴</sup>  
 مرتبہ ملک۔ مرتبہ من۔ مرتبہ انسان۔ مرتبہ انسان کامل

دوسرا جگہ کہ شرح گلشن زرد میں مظاہر و حجابی صفات  
 النفعالی یعنی احکام آثار اعیان ثابتہ کو جو عالم شہادت میں قدرت  
 کاملہ اور صفت شاملہ سے حق سبحانہ تعالیٰ کے وجود خارجی پائے  
 ہیں۔ کلیتہً و اجالی حقیقت سے چالیس مرتبہ وارد ہوئے جیسا کہ  
 اس دو بیت کی شرح میں فرمائے ہیں۔

احمد در رحم احمد گشت ظاہر دریں دور آمد اول عین آخر  
 احد اسم ذات ہے اسماء و صفات کے تعداد کی نفی کے اعتبار  
 سے اور نسبت تعینات کی مہم احمد میں صلی اللہ علیہ وسلم جو تعین  
 محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ چونکہ امتیاز احمد کا احد سے بے مہم کے  
 ساتھ ہے جو مراد تعین اول سے یعنی نور محمدی ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 جس کو عقل کل اور قلم اعلیٰ بھی اس کو کہتے ہیں۔

گشت ظاہر سے مراد احد کا مظہر حقیقی احد ہے علیہ السلام اور

باقی مراتب موجودات کے حقیقت محمدی کے مظہر میں۔ اسی معنی پر ہے جو عارفین فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کو عیباً کہ موجودات میں سہرائیت ہے، انسانِ کامل کو بھی چاہئے کہ موجودات کے تمام مراتب میں سہرائیت ہووے۔ کیونکہ کامل وہ شخص ہے جو اپنی خودی سے ذاتی اور حق کی بقا سے باقی رہا ہو۔ بائیم احمد اشارہ ہے موجودات کے دائرہ سے جو کہ حقیقت محمدی کے مظاہر میں الصلوٰۃ والسلام ۵

دریں دور آمل اول عین آخر

یعنی دائرہ موجودات میں جو مذکور ہوا، اول جو عقل کل ہے اس کا عین آخر کہ انسان ہے ہوا۔ یعنی عقل کل کی حیثیت انسانِ کامل کی صورت میں تمام ہوئی۔ اور مظہر و ظاہر ایک ہوا اور نقطہ آخر اول سے متصل ہوا (مل گیا) اور تمام کمال انسانِ کامل کے نمود میں واصل ہو کر ظہور میں آیا ۵

ہائے کہ درد کو ن راجست منم آل نظر کہ صد ہزار دریاست منم  
حرفے کہ بسر کہنہ او گر برسی دروی ہمہ کتاب پیدا است منم  
اوجیب دعوت نبوت انبیاء علیہم السلام کا راستہ حضرت محمدی  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود مبارک سے ختم پایا فرماتے ہیں  
اور جیب دعوت نبوت انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود مبارک  
سے ختم پایا فرماتے ہیں ۵

ہذا احمد تا احد یک میم فرق است جہانے اندر ان ایک میم غرق است  
احمد سے احمد تک ایک میم کا فرق ہے ایک جہاں اس ایک میم میں غرق ہے  
رق میم عدد میں چالیس ہیں احد مراتب موجودات اگر چہ ضروری ہوئے انحصار میں ہیں

پس کلی رُوسے بھی چالیس ہیں۔ اور مجموعہ یہ چالیس مراتبہ کلی  
 کا بجلی اور منظر حمزہ میں جو تعین اول اور عقل کل ہے۔ اور آنحضرت  
 حقیقت کی حیثیت سے ظاہر اور تمام پر بھی انداز ہے اور میم احمد کو اسی  
 بناء پر فرمے ہیں کہ تمام مراتب کو نبیہ حقیقت حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 کے اجزائے تمام ظاہر کے باطن میں آنحضرت ہیں جن سے ظہور پکے۔  
 اور چالیس مراتبہ یہ ہیں۔

عقل کل جس کو روح اعظم اور تعین اول اور ام الکتاب کہتے  
 ہیں۔ نفس کل۔ کہ لوح محفوظ اور کتاب مبین اور طور کہتے ہیں۔  
 صیوئی اھیا اور کتاب مسطور اور ورق منشور نام رکھتے ہیں۔  
 صحبت کلیہ۔ جو افعال اور اسماء و آثار کا امید ہے۔ فلک اطلس  
 جو کہ بدش ہے کہ سی جو ثوابت کا فلک ہے۔ ساواں فلک۔ چھٹا  
 فلک۔ پانچواں فلک۔ چوتھا فلک۔ تیسرا فلک۔ دوسرا فلک  
 پہلا فلک۔ زحل جس کو کیوں اچھی کہتے ہیں۔ مشتری جس کو برہس بھی  
 کہتے ہیں۔ مریخ جس کو بہرام بھی نام رکھتے ہیں۔ آفتاب جو کہ میرا اعظم  
 ہے۔ نامید جو ہر ہے۔ تیر جو کہ عطارد ہے قمر جو کہ میرا ضعیف ہے۔ حل۔ نور  
 جوذا۔ سرطان۔ اسد۔ سنبلہ۔ میزان۔ عقرب۔ قوس۔ جدی۔  
 دلو۔ حوتہ۔ کمرہ نار۔ کمرہ ہوا۔ کمرہ آب۔ کمرہ خاک۔ جادات۔ نباتات  
 حیوان۔ انسان یعنی تمام ہونی گلشن راز سے دویت کی شرح جو  
 ان کے نام محمد و شعیری ہیں قدس اللہ سرہ العزیز۔

سکھ ۹

# الدورب

فی الفرق بین الوہیت والربوبیت = الوہیت اور ربوبیت  
 بیان فرق کے بیان میں ربوبیت خدائی = اور ربوبیت پروردگار  
 پالنا۔ اللہ۔ خدا۔ اور رب پروردگار عام کے ۹ اور لفظ اللہ  
 ہے جو حق سبحانہ تعالیٰ کے سوا دوسرے پر اس کا اطلاق نہ کر سکتے ہیں  
 مگر دورب عام ہے مثلاً جسم کے جیسا کہ کہتے ہیں رب المال اور  
 بیت اور رسل جیسے۔ اور اصطلاح میں اس کے بخود وغیرہ کے اللہ  
 اسم ہے خواں ذات حق کے لئے جو تمام صفات کا اور اسماء و  
 ل کا جامع ہووے۔ پس حق سبحانہ کو الوہیت کے مرتبہ کے اعتبار  
 یعنی تمام اسماء و صفات کی جامعیت اسم جامع کو اللہ کہتے  
 ہیں کہ تعریف میں اسم جامع اللہ کے لکھتے ہیں۔ اللہ و  
 علیم بالذات واجب الوجود المتجمع لجميع صفات کمال  
 میں یعنی اللہ نام ہے خواں اس کی ذات کے لئے جو خود بخود موجود ہو  
 ام صفات کامل کا جامع ہووے۔ اور صوفیاء کی اصطلاح میں  
 اسے حق سبحانہ کو مع صفات حقیقہ محضہ و صفات ذاتیہ  
 اسے افعالیہ و صفات افعالیہ جو معلومات حق  
 ہیات خلق میں تعیناً اور تمیزاً مرتبہ الوہیت کہتے ہیں۔

الوہیت کے معنی اولیٰ اور معنی ثانی کے درمیان اتنا کچھ فرق نہیں ہے  
 اور خواجہ بندہ نواز قدس سرہ جو معنی میں اللہ کے فرمائے میں ”اللہ عبارت  
 عن الہوہیہ“ (ترجمہ اللہ مراد ہے مرتبہ وحدت و لاہوت سے)  
 جیسے کہ اس کی تفصیل تحریر میں آئے گی۔ انا واللہ تعالیٰ۔ اور لیکن مشہور  
 معنی اس جامع اللہ کے وہی ہیں جو اس ورق میں مرقوم ہوئے۔ اور  
 حضرت شیخ عبدالکریم الجمیلی قدس سرہ نے معنی الوہیت و ربوبیت کے  
 رسالہ انان کمال میں ایسے لکھتے ہیں کہ ”الاموصیٰت نقیض  
 فناء العالم فی عین بقایہ وبقاء العالم فی  
 عین فناءہ یعنی مرتبہ الوہیت اقتضا کرتا ہے (یہ جہاں ہے)  
 فناء عالم کو عین بقائے عالم میں اور نیز جہاں ہے بقائے عالم کو عین فناء  
 عالم میں فمن حیث تھئی الالوہیت لیس الا الحق  
 وصورۃ الخلق۔ ترجمہ:- پس جہاں تجلی الوہیت کی نہیں ہے  
 مگر حق یعنی حق ہی ہے اور صورت خلق کی۔ لیس الوہیت کی تجلی  
 کے اعتبار سے نہیں۔ مگر حق اور اس کے ظہور کی صورت خلق۔ و  
 لیس الا الخلق ومعناہ الحق (یعنی) اور نہیں ہے  
 مگر خلق اور باطنی معنی اس کے حق و ربوبیت القلب لیا العالم بطور  
 اسماء الحق و اوصافہ۔ اور ربوبیت طلب کرتی ہے بقائے عالم کو  
 ظہور اسمائے حق اور اس کے اوصاف کے سبب سے فمن حیث  
 تجلی الربوبیتہ خلق و حق لوجود الخلق و وجود الحق

ترجمہ: پس جہاں تجلی کی رُبوبیت خلق اور حق میں وجود خلق اور وجود حق سے پس مرتبہ رُبوبیت تجلی اور ظہور کے اعتبار سے خارج میں خلق ہے وجود خلق سے اور حق ہے وجود حق سے۔ یہ نقل کیا کتاب انسان کامل سے۔

## کلمہ قول و اقوال

ایک کمال جو فرمائے ہیں۔ انا اقل من ربی ستیں میں اپنے پروردگار سے دو سال کمتر ہوں۔ دو سال سے مراد۔ وجوب وجود۔ اور قدس قدم ہوگا یعنی حق سبحانہ تعالیٰ خود بخود موجود ہے اور اپنی موجودیت میں امر ناید کا محتاج نہیں ہے۔ اوساکی معنی سے حق سبحانہ تعالیٰ کو واجب الوجود کہتے ہیں اور غذائی کے معنی بھی یہی ہیں یعنی خود آئندہ (خود آنے والا) یعنی خود بخود موجود ہونے والا۔ حاصل یہ کہ میں جو عبد ہوں بخود موجود نہیں ہوں بلکہ حق کے حقیقی وجود سے موجود ہوں کہ وجود تاقیہ و قیامتاہ یعنی ہمارا وجود اور قیام اسی سے ہے۔ پس حق سبحانہ کی صفت ذاتیہ واجب الوجود ہے اور حقیقی صفت میری امکان ہے

عین ممکن پیش چشم شہود      نیست فی حد ذاتہ موجود  
چشم شہود و مشاہدہ کی آنکھ یعنی اہل شہود و اہل کشف کے نزدیک



عین ممکن اپنی ذات کی حیثیت سے موجود نہیں ہے (عین ممکن اپنی ذات سے آپ موجود نہیں ہے) اور اس کا اسم واجب اور میرا نام ممکن اور مرد و سال سے قدم ہر دوے یعنی حق تعالیٰ کی صفت حقیقت قدم ہے اور عبد کی صفت ذاتی حدوث یعنی بنا پیدا ہونا ہے۔

سوال۔ اگر کہے کہ ذات ممکن ذات واجب کی طرح ازل سے اور بے جعل جاعل (بنانے والے کے بنائے بغیر) ہووے اگرچہ عالم شہادت میں حادث ہووے ۵

تو کہہ علی قدیم جسمی چنانچہ بود      دیگر حادث ہر آدمی سماں بود  
تو جو علم قدم کہ تلاش کر سدا ایسا ہے      اور اگر حادث کو نکال دے تو وہی رہے

آیتہ کریمہ مَیْرَجَ الْبَحْرِ مِیْنَ یَدِ خَلْقِیَّاتِ -  
خلائق کے حقائق قدیم ہونے اور حکمت کی مامیات پر گویا ہے۔  
جواب۔ میں کہتا ہوں ہاں اگرچہ ذات واجب تعالیٰ اور ذات ممکن

ہر دو عالم غیب میں باہم اور بے جعل جاعل ہیں۔ لیکن  
قدیم رتبہ قدم کار تہ خاص ذات واجب تعالیٰ کے لئے  
ہے۔ اور تاخیر رتبہ یعنی تاخیر کار تہ خاص ذات ممکن کے لئے  
ہے اس بناء پر صفت قدیم مخصوص واجب تعالیٰ کی ذات  
کے لئے ہے کہ کوئی قدم اس کی ذات کی قدانت کو نہ پہنچے  
پس اگر انسان کامل کہہ کہ میں دو سال (یعنی دو صفت جو

واجب وجود اور قدس قدم ہووے) حق سبحانہ تعالیٰ سے کمتر ہوں  
اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

## کلمہ ثبوتِ علم

حق بیان ہذا المیت۔ اس بیت کے بیان میں ۵  
چہ خوش گفت بہلول فرخندہ فال کہ من از خدا پیش بودم دو سال  
جلنے کہ یہ مشہور بیت سابق میں مذکورہ مقولہ سے زیادہ مشکل  
ہووے۔ لیکن مقدور کے موافق اس کم ذہن کے قلب میں جو ہو  
گورے ان سطور میں ارقام ہوتا ہے جانتے کہ مرتبہ احدیت (اور  
غیب ہوتے متقطع الارشادات و جمہول الحت دلائل حین  
اور بطون کا باطن اور مطلق کا مطلق اور غیب الغیب اور  
وراء الودا ہے۔ اور تمام نسب اور نسبتوں اور مشالین اور اعتبارات  
سے بالاتر اتہ منترہ اور معروض و مبرا ہے نہ کسی گفتگو اور  
جتنجو (تلاش) کو اس میں گنجائش اور نہ کوئی صاحب کمال یعنی  
نہی اور ولی کو اس سے فہم اور فہمائش اور اگرچہ فی نفس الامر دینے  
واقیعت میں) انشاد کل ہے لیکن قطع نظر توجہ سے عالم ظہور  
اور تنہل معنوی میں اس سے خوشی ہووے لیکن حکمت کی ذاتیں  
اور اشیاء کی حقیقتیں مرتبہ وحدت میں جو تعین اول ہے۔ فقط

اندام (دخول) رکھتے ہیں اگرچہ تمیز علمی و عینی حق سے اور اپنے ایک دوسرے سے تحقیق پائی نہ تھی جیسے کہ مولوی حاجی قدس سرہ نے فرمایا ہے۔

بود اخیان جمال بے چند و چون  
علم و عینی امتیاز سے محفوظ  
عالم کے احوال ممکنات چند و چون تھے  
فی بلوح علم شال نفس ثبوت  
صفہ علم پر اس کے ثبوت کا کوئی نفس  
فی زحیٰ ممتاز و فی از یکدگر  
نہ حق سے امتیاز پائے اور ایک دوسرے سے  
اسی معنی میں بھی بسلسلۃ الذہب میں فرماتے ہیں۔

بود اخیان یا سمہا صفات  
اخیان اسما و صفات کے ساتھ پہلے ہی  
وحدت حرف و ہستی سا ذبح  
حرف وحدت اور سادہ ہستی  
اور مرتبہ واحدیت میں جو تعین ثانی ہے  
حقائق الاشیاء لیکن اشیا کی حقیقتیں ثابت ہیں مرتبہ علم میں جیسا  
کہ سابقہ تین بیت کے بعد فرماتے ہیں۔

نگاہاں در جنبش آمد بحیر جور  
جملہ را در خود ز خود با خود نمود  
یکایک حرکت میں آیا دریا کے جود سخا  
تمام کو اپنے میں اپنے سے اپنے ساتھ نمود میں لایا

پس دو سال سے مراد مرتبہ وحدت اور واحدیت ہے۔ اور خدا  
 کنایہ ہے۔ مرتبہ الہیت سے وہ مراد ہے دو قوس سے اور ایک برزخ  
 ہووے۔ ایک قوس وجوب یعنی حقائق اور اسمائے کلی الہی۔ دوسرا  
 قوس امکانی یعنی حقائق واسمائے کیا فی کلی۔ جوہر و کو صفات افعالی  
 اور صفات الفعالی بھی نام رکھے ہیں اور ان دونوں کے درمیان  
 برزخ حقیقت الثانی یعنی سبع صفات ذاتی ہے جو ان کو  
 احیاء بھی کہتے ہیں۔

ماصل کلام یہ ہے کہ بذریعہ کتاب کے میں یعنی ذات و حقیقت  
 میری عالم غیب میں مرتبہ الہی سے پہلے ہے۔ جو مرتبہ وحدت  
 میں مندرج یعنی لپٹی ہوئی محقق اور مرتبہ وحدت میں مندرج علی  
 ہوئی (محقق اور مرتبہ احدیت اور غیب ہوت میں ذاتی تقبی۔  
 اندراج۔ اندماج و استغیان میں فرق نہایت دقیق ہے  
 پس سمجھو اس کو اور غور کرو۔

## کلمہ ظہور اسم و حق

حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے کتاب اسماء الاسرار میں  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم کے معنی میں فرمائے ہیں کہ اللہ

مصدر موجودات (مصدر بجنے جائے و رود اور جائے بازگشت) اور اعتداد کا مصدر ہے متداء اور متصا پر دونوں دلالت کرتے ہیں (احکامہ و بیانی و یحیٰ) یعنی اپنے سے آپ پیدا کرے اور اپنے میں بازگردانی کرے۔ اجمال سے تفصیل میں لائے اور مجہر اجمال میں لٹائے جانے اس معنی کے متعلق علما بھی اسم اللہ کی تشریف ایسی فرماتے ہیں کہ ”اللہ“ وہ علم ہے (یعنی علم و اسم جامد سے معرفہ ہے جو کسی شخص یا شے معین کا نام ہو۔ جامدہ اسم ہے چونہ کسی کلمہ سے بنائے اور نہ اس سے کوئی کلمہ بنے) ذات واجب الوجود کے لئے جو جمع کرنے والا تمام صفات کمال کا ہے۔ پس اس معنی میں صفات حق بھی اسی ذات کے ساتھ ملحوظ رہیں۔

دومے معنی حضرت بنوہ نواز قدس سرہ سے اللہ عبادت ہے (مہویت سے پرے) (مہویت - م تہ وحدت لاہوت ذات باری) جانئے کہ اللہ اسم ذاتی ہے نہ اسم صفاتی۔ اگرچہ کہ ذات تمام صفات و کمالات کا جامع ہووے اور صفات کبھی ذات سے مختلف (جدا) نہیں ہوتے ہیں۔ لیکن علم میں لیجئے اسم ذات و صفات ملحوظ نہیں ہیں۔ جیسا کہ ”زید“ تعین و شخص ذاتی ایک مرد ہے اور وہ اس کی ذات سے مخصوص ہے۔ اگرچہ زید کی ذات تمام صفات و کمالات پر لیجئے حیات و علم و ارادات و قدرت و سمع و بصر و کلام اور نقاشی اور کاتبی و مصوری و لوہاری و درزی و ستاری و عمارت سازی

اور نجاری اور مثل اس کے موصوف ہے۔ لیکن اسم زید ذات زید کے لئے  
 موضوع ہے فقط نہ اس کے مذکورہ صفات کی وجہ سے پس معلوم ہوا کہ  
 اللہ علم یعنی اسم ذاتی ہے خاص حق سبحانہ تعالیٰ کا نہ اسم صفاتی اور  
 افعالی قول قدس سرہ کا الرحمن الرحیم یہ مشتق ہیں رحمت سے معنی  
 میں العفو والعطف۔ انھیں یعنی الرحمن ورحیم ہر دو اسم مشتق ہیں  
 رحمت سے معنی میں جہربانی اور بخشاؤں کے الرحمن بالتوقی  
 توی تحت میں کسی سے دوستی رکھنا اور کسی دوسرے کے کام کے لئے خود آمادہ  
 ہونا ہووے۔ پس حق سبحانہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دو طعت رکھ کر پیدا کیا  
 اور ان کے کام کے لئے یعنی ان کے دنیا و آخرت کے امور کے لئے آمادہ  
 ہوا۔

گویا کہ یہ دو طعت رکھنا اور ان کے کاموں کا متولی ہونا اپنے اسم اللہ  
 کمالات کے ظہور کا باعث اور دوسری حکمتیں اور مصلحتیں جو وہ تعالیٰ  
 جانتا ہے ہوا کریں گے الرحیم بالتسلی۔ رحم تسلی کے لئے اور یہاں تسلی  
 ہی جو خود فرمایا اللہ لطیف بعبادہ اللہ مہربان ہے اپنے بندوں  
 پر لا تقظومن رحمت اللہ۔ ان اللہ لم یغفر الذنوب  
 جمعاً اللہ کی رحمت سے نا امید مت رہو تحقیق اللہ تعالیٰ  
 تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے کہ سبقت رحمتی علی الغنی (۱) اور سبقت  
 کہ تہی میری رحمت میرے غضب پر (۲) والیضانی الحدیث  
 المقدسی احسان من طاعت عبدی فی قلبی طاعت کیف

ایشاعر (میں اپنے بندے کے ظن کے قرب ہوں وہ میرے لئے گمان کرتا  
ہے جیسے وہ پہلے۔

وَالضَّاحِدُ حَدِيثُ مَنْ عَلِمَ لَهُ دَبًّا ذَا قُدْرَةٍ  
عَلَى مَغْفَرَةِ الذُّنُوبِ غَفَرَتْ لَهُ وَلَا أُبَالَى وَفِي  
رِوَايَةٍ غَفَرَتْ لَهُ دَابُّ لَوْ تَغْفِرُ وَلَا يَغْفِرُ مَعَ  
الْإِيمَانِ مَشَى وَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَلَّ  
الْحَبْنَةَ - وَالْكُفْرَ - إِذَا أَوْعَدَ وَفَاؤًا مِثْلَ الْإِلَهِ  
أَوْ اس جیسے جو تمام دلالت کرتے ہیں مومنوں کی تسلی اور تشفی پر رکھتے  
ہیں۔

الْمَرْحُومُ بِالْتَّجَلَّى یعنی ظہور حق کے اعتبارات سے حکمت  
کی صورت میں جو رحمت عام ہوئے اس کو رحمن کہتے ہیں۔  
وَالْمَرْحُومُ بِالْحَقْلِ - اس حیثیت سے کہ خالی بنانا با حق تعالیٰ  
کا اپنے خالص بندوں کے ہمراز و البصار کو اپنے ماسوا کے وجود مہر جو  
جلنے اور دیکھنے سے جو رحمت خاص ہی ہے اس کو رحیم جانتے ہیں۔  
الْمَرْحُومُ بِالْتَّخْلِ - خصوصاً خلائی کو ریور بنانے کا اعتبار  
یعنی ان کے ظاہر کو آراستہ کرنا اس سے مراد ہے ترکیب و ترتیب  
اور موافق بنانا قلوب اور اجسام اور تقویر اور شکل و صورتوں  
کو ان کے جو میں اس کو رحمن کہتے ہیں۔

وَالْمَرْحُومُ بِالْتَّخْلِ - ندی نعت میں سخت نزدیک

ہوتا ہے۔ (نہایت نزدیک ہونا) یعنی جبکہ باری تعالیٰ خصوصاً عارفان آگاہ کو شغلی، اسوا سے یازر کھٹے اور کمال لطف اور عنایت کے ساتھ بارگاہِ قرب اور اپنے حضور میں یوں اس کو رحم نام رکھتے ہیں۔

قرب عشق و وحی جو بہ راہیں کرام

یہ بزرگوار عشق اور وحی کی قربیت تلاش کرتے ہیں

التَّحَمُّنُ بِالْمَثَلِ - جسمِ عنصری کی کثیف مادی ہئیت کی تشبیہ و تشکل کے اعتبار سے اس کو رحمٰن کہیں۔

والرحیم بالمثل - تجلی و لمبوس لباس اور صورتِ جبرائیل مثالی و روحانی حیثیت سے اس کو رحیم جانے۔

التَّوَحُّنُ بِالْقَرَبِ - رحمٰن قربیت کے ساتھ - یعنی زیادہ قریب اور قریب سے قریب تر ہونا باری تعالیٰ کا اپنے بندوں سے جو اذا سالک عبادی عنی فالی قریب

وَنَحْنُ اقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرْدِ -

وَحْنُ اقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ اور مثل اس کے اس کا بیان کرنا

ہے اس قربیت کے اعتبار سے وہ رحمٰن ہے

قرب حق و رزق پر خلق امت عام

حق کا قرب اور رزق خلق پر عام ہے

والرحیم بالوحدت - تعلیم اور تہنیم کی حیثیت سے



مسئلہ وحدت وجودی علم الیقین کے ساتھ با اتباد اعطاء (دینا اور عطا کرنا)  
مرتبہ وحدت شہودنی عین الیقین کے ساتھ رجیم ہوئے۔

الرحمن بالاقصال۔ یعنی پہونچا نیکا اعتبار متحدوں کو  
مرتبہ کمال ظاہری پر مثلاً لطفہ سے علقہ کو اور علقہ سے مضغہ کو اور  
مضغہ سے عظام ٹپوں کو اور عظام سے لباس لحم کو اور بعد اس کے چھونکے  
اپنی روح کو اور اس سے طفلی کو اور طفلی سے گود کی اور اس سے عقل بلوغ  
اور جوانی اور اس سے کھلی پر ادھرین (اور اس سے پیری (لوڈھاپا) کو  
الی ماشاء اللہ مرتب ہے۔

والرحیم بالاقصال۔ اور رحیم اتصال کے ساتھ کہ الا  
تحد حال لا بعیر ملبسات المقال اتحادہ حال ہے  
زبان گوئی سے اس کی تعبیر بیان نہیں ہوتی یعنی زبان مرشد کے بیان  
پر ہے۔

الاقصال بے تکلیف بے قیاس      مفت رب الناس رایا جان تاس  
الاقصال چگونگی اور قیاس و اندازہ سے باہر ہے      ان کے رب کو ان کی جان کے ساتھ اتصال ہے

اس سے اشارہ ہے اور لغت میں الاتصال بیوستن یعنی ملنا ہوئے۔  
اور یہاں مراد انفصال دہندہ از غیر خود یعنی جدائی دینے والا اپنے  
غیر سے اور اتصال بخشنے والا اپنے میں ہوئے اصطلاحی رو سے  
وصال انجام بہ یک رفع خیال است      جو غیر از پیش پر خیز دو حالی است  
وصال یہاں مرتبہ ہی کہ ایک خیال کو ٹھاننا      جب غیر اپنے سامنے (اپنے اپنے خیال سے)

ہٹ جائے وہی وصال ہے۔ خواہ علم کی رو سے خواہ مال کی رو سے  
فنا کی و تعلق = پس غور کریں اور غمل کریں۔

## ۱۳ کلمہ شراب سلوک

در معنی بیت لسانی روز و احد ہے اپنا خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہ  
روز دار زیان وہ کیسا جس کا کوئی ثانی نہیں یعنی خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہ  
کی بیت کے معنی میں ہے  
نگو عمت کہ ہمہ سال حی پرستی گو  
سہ ماہ حی خوردہ ماہ بار سہای پاس  
اتھمہ میں تجھ سے یہ نہیں کہتا ہوں کہ سال بھر تیرا شکر  
تین ماہ شراب پی اور نو ماہ پار سلجے رہ  
جانتے کہ شراب خواری مستی و سرشاری کا باعث ہے اور پار سائی ہوشیاری  
و خبرداری سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اس مقام پر تین ماہ شراب خواری  
سے کنایہ تین فنا حاصل کرنا ہووے۔ فنا فی الشیئۃ۔ فنا  
فی اللہ رسولؐ۔ فنا فی اہلۃ علمی و عالی رو سے اور نو ماہ  
سے اشارہ ہے نوبطون سے تین مرتبہ داخل اور تین مرتبہ داخل  
رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تین مرتبہ داخل حق سبحانہ تعالیٰ اور  
پار سارہ منال سے مراد حفظ مراتب ہے۔ اثبات و حدت الوجود کے  
باوجود جو محققین کا دستور ہے۔ یعنی میں نہیں کہتا ہوں کہ تو تمام سال  
یعنی تمام عمر تجھ کو فنا میں فقط صرف کر بلکہ اول فنا کو جو تین مرتبہ سے

زیادہ نہیں ہے علمایا حالاً حاصل کر اس لئے کہ  
 پہنچ کس راتا نگر دو اوقنا      نیست رہ در بارگاہ کبریا  
 (خواہ کوئی شخص بھی جب تک وہ فنا نہ ہو بارگاہ کبریا میں  
 پہنچنے کے لئے اس کو راستہ نہیں ہے)

اس کے بعد مرتبہ بقا باللہ جو نحو کے بعد صحیح یعنی گم و مستی کے بعد  
 ہوشیاری سے فائز ہو کر اس کے نتیجہ وہ شر کو پہنچ و بطون کے ہر کموں (خفیہ)  
 راز کو جیسے کہ چلہ پائے اور حفظ مراتب کو یعنی خلق کو داخل حق اور حق کو داخل  
 بلکہ در جان ذات حق کے (جو صرف وجود اور مستی محبت ہے) اور در مراتب  
 ذوات مکملات کے (جو لاموجود اور لامعدوم ہر دو صل) باوجود  
 اس کے کہ حق کے حکم مراتب داخلی حق سے ہیں غیریت حقیقی اور عینیت  
 مجازی جان عینیت مجازی اور وہ عینیت حقیقی لغوی اور غیریت مجازی  
 اس کے اور اس کے درمیان توحید و جود کے باوجود اپنے ذاتی عبدیت  
 کے مرتبہ کو ثابت رکھ کر معبود حقیقی کی عبادت میں مشغول رہے۔  
 مقید اور مطلق (دو نوعیت سے) جو پار سائی اور پرہیزگاری بھی  
 یہی ہے۔ اور صحو اور ہوشیاری سے تعلق رکھتے نہ مستی و بے خودی سر  
 شاری سے واللہ الموفق واللہ توفیق دے۔

## کلمہ علمی حق

متنوی شریف کے ایک بیت کے (جو مشہور و معروف ہے) معنی ہیں  
 علم حق در علم صوفی گم شود      این سخن کئی یا در مردم شود  
 حق تعالیٰ کا علم صوفی کے علم میں گم ہو جائے      اس بات کا لوگوں کو یقین کب آئے  
 جانئے کہ علم حق سے مراد ترکیب اضافی کے اعتبار سے علم شریعت  
 ہو دے اس لئے کہ ملت بیضا (روشن مذہب) کا بنانے والا اور بہترین شریعت  
 کا جاری کرنے والا حقیقت میں مولیٰ تعالیٰ ہے۔ با علم حق علم شریعت  
 ہو جائے ترکیب و توصیفی حیثیت سے درست اور صحیح کے معنی  
 میں جو ضد ہے باطل کا (جو جھوٹ اور بے اصل ہے) داکا سلام  
 حق و الکفر باطل (اسلام حق اور کفر جھوٹ ہے  
 دلیل یہ ہے کہ یہ علم یعنی علم شریعت جو مذکور ہوا - غیر و غیر میت  
 کثرت دہنی اور ہمہ ازوست کو لازم قرار دیتا ہے یعنی اثبات وجود  
 دو وجود سے کٹر ہے ایک واجب الوجود دوسرا ممکن الوجود۔  
 حاصل وحدت مقید داں      اس کا حاصل وحدت مقید جاں  
 اگر علم صوفی سے مراد علم حقیقت ہو دے      اگرچہ علم حقیقت بھی بے شک و شبہ  
 علم عالم الغیب و الشہادت ہی ہے مذکورہ معنوں کے ساتھ لیکن  
 صوفی سے اس کی نسبت اس لئے کی گئی ہے کہ وہ نہایت گہری محبت



غرق چہ بود عین غیر الگاستن  
 فرق کیا ہے عین کو غیر سمجھا  
 صاحب تقلید اہل فرقہ  
 اہل فرقہ کو صاحب تقلید جان  
 ہر کہ گوید نسبت کلی و میج غیر  
 جو شخص یہ کہے کل کوئی غیر نہیں ہے  
 صاحب جمع است پیش نیست فرق  
 جو صاحب جمع ہیں انکے پاس کوئی فرق نہیں ہے  
 جمع جمع است آنکہ بند حق عیاں  
 جمع الجمع وہ ہے کہ حق کو عیاں دیکھے  
 صاحب اس مرتبہ کامل بود  
 اس مرتبہ کے رکھنے والے کامل ہو دیں  
 اور اسی معنی میں مولف کی ہے۔

جمع غیرش را عدم بندر شستن  
 جمع وہ ہے کہ اس کے غیر کو عدم جانتا  
 کو نہ پیدا از حق درین عالم نشان  
 کیونکہ وہ نہیں دیکھتے حق تعالیٰ کی کوئی نشان  
 در یقین اور مست مسجد عین دیر  
 یکے یقین میں مسجد دیر (اور دیر عین مسجد ہے)  
 جان اور بحر وحدت گشتہ غرق  
 ان کی لوح موجودت میں غرق ہو گئے  
 درمرا بائے ہمہ فاش و نہاں  
 تمام آسمانوں میں طاہر اور باطن  
 ذلہ نکہ این آل ہر دور اشال بود  
 اے نکہ یہ اور وہ افرق و جمع دونوں کے مثل ہو کر

## غزل

جمع سنگ و فرق در رنگ ز چاچ  
 پتھر اور شیشہ کے رنگ میں جمع اور فرق کرنا  
 توجہ دانی یا ختن اے ذوالحاج  
 اس کھیل کو تو کیا جائے اے حجت طلب کرنے والے

جمع۔ جمع آمد مراط مستقیم

جمع۔ جمع یہ مراط مستقیم ہے  
 داں کے بے دیگرے بارغو جانح  
 اُن سے ایک بجز دوسرے کے ٹیڑھی رہے  
 شہر زہ شیر بیشہ وعدت بود  
 وعدت کے صحرا شیر شہر نہ ہو وئے  
 عارف و ما دون حق پیش ز جانح  
 عارف وہ ہے جس کا گئے سوا حق کے سب شیشہ و کاغذ ہے  
 مردہ دل را ز زندہ سازد صحبتش  
 اس کی صحبت مردہ دل کو زندہ بنا دے  
 چو زہ از بیضہ بروں آلود و جانح  
 جیسے کہ مرغ بیضہ (انڈا سے) چو زہ کو نکالے  
 تا نگرد سقیمت از صحت بدل  
 جیت تک تیری بیماری صحت سے بدل نہ ہو  
 عذب را کئی باز یابی از اجساح  
 خوشگوار لذت کب پاوے تو تلخ ذایقہ سے  
 کئی کئی نظارہ شہرستان دل  
 دل کے شہرستان کا نظارہ تو کب کر کے  
 از ہوا اینکینختی گردش عجانح  
 ہو اور ہوس کے گرد و غلبوں کے اطراف تو نہ اٹھو الیاہ

میں میرا راز خود بخود دیگر مگر در  
 جہد کمال اپنے سے آپ دوسرے کا دست گرفت ہیں  
 بولہ بہستان و دھال شیر و حجاج  
 جتنے بہتان و دھان سے دودھ اور اس کا لعاب  
 اقرب طرق است ملک شاہ میر  
 سب سے قریب کا راستہ ہے طریقہ شاہ میر کا  
 تش آمدہ گرچہ لا تحصى فحاج  
 اُنکے طرف آیا ہے اگرچہ توان دوستوں کو شمار نہیں کر سکتے  
 گو کمالا بہر ایفا خط بنام  
 کہے اے کمال نیندوں کے بیدار کون کے لئے  
 گرچہ کشف نیست بر غیر احتجاج  
 اگرچہ کہ تیرے انکشافات غیروں کے لئے محبت نہ ہو

## کلمہ راز عشق<sup>۱۵</sup>

(ابیات)

درمیاں معنی ابیات ثمرت الارواح  
 ثمرت الارواح کے ابیات کے بیان میں



عشق را ابو حنیفہ درس نگفت  
 عشق کو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ درس نہیں فرمائی  
 شافعی را از روایت نیست  
 حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی روایت نہیں ہے  
 حنبلی از ہر عشق بے خبر است  
 حضرت امام حنبلی رحمۃ اللہ علیہ را از عشق بے خبر ہیں  
 مالکی را در روایت نیست  
 حضرت امام مالکی رحمۃ اللہ علیہ کو اس میں کوئی سمجھ نہیں ہے  
 عشق را ابو حنیفہ درس نہ گفت  
 عشق کو حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ درس نہیں فرمائی

یعنی اس کی تعلیم نہیں دیئے درس فرمانے سے مراد ظاہر کہ تلہ ہے یعنی  
 ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عشق کو ظاہر اور بیان نہیں فرمائے اس لئے  
 کہ حدیث میں وارد ہوا ہے  
 عن عشق و کم وعف و مات فھو شہید  
 یعنی کہ عاشق ہوا اور عشق کو پوشیدہ رکھا اور پرہیزگاری  
 کا اور مر گیا پس وہ شہید ہے۔

یہ نہیں کہ وہ رضی اللہ عنہ قویٰ تعالیٰ کے عشق و محبت سے  
 خالی تھے عاشق حاشا یہ ہر گز نہیں پناہ خدا  
 بلکہ حوصلہ فراخ رکھتے تھے کہ اتنا کہ عشق کی پوشیدگی اس سے

واقع ہوئی۔ جیسا کہ حکایت منقولہ اور اس کی بہن قدس سرہ کی مشہور اور معروف  
 رہے مذکورہ عابدہ دلیل قاطع اور حجت بلند اور روشن ہے۔

حافظا طریق اندی از معتبہ بیاموز      مت است در حق اوس این گمان نلرز  
 لے حافظ تو زندانہ طرقتی منصف سے سیکھ      وہ خود شراب سے مست ہے  
 اس کے حق میں کوئی یہ گمان نہیں کر رہا ہے      لیکن وہ اپنے متوالان کو ظاہر نہیں کرتا  
 مردان رھش میل یہ ہستی نکلند      خود بین و خویش پرستی نہ کنند  
 راہ توحید۔ یعنی راہ عشق کے مرد اپنی ہستی کی طرف توجہ نہیں کرتے ہیں یعنی خود بینی  
 اور خود ستائی (اپنی تعریف آپ ہی کر لیتا) نہیں کرتے ہیں۔

آن دم کہ شراب شوق گیرند بکف      خجوانہ تہی کنند و مستی نکلند  
 جس وقت کہ وہ شراب شوق (یعنی شراب عشق کو) ہاتھ میں لے لیتے  
 (مقام عشق میں آجاتے ہیں) کو ہاتھ میں لے لیتے ہیں تو شراب خانہ  
 خالی کر دیتے ہیں مستی یعنی لے کر ظاہر نہیں ہونے دیتے۔

شافعی از روایت نیست۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس سے  
 کوئی روایت نہیں ہے۔ روایت کرتا ہے مراد ظاہر اور آشکارا کہنا ہے  
 پس جو چیز کہ مخفی رکھنا اور سکانیک اور مناسب ہے۔ درس کہنا یعنی ظاہر  
 کرنا اور بیان کرنا اس کا زبونی اور براہوں کا عکس حالت سکون اور غلبہ استمران  
 میں کہ اتنا احلہ لایو اخذ العشاق بما صدر منہم  
 (تحقیق اللہ تعالیٰ عاشقوں سے جو صادر ہوتا ہے (یعنی غلطی) اس کا  
 مواخذہ نہیں کرتا ہے۔

ہر چہ اتہ دیوانہ آید دردِ جود      غفور مایند از دیوانہ زود  
 جو کچھ غلطی دیوانہ سے ظاہر ہوتی ہے      اس دیوانہ سے وہ غلطی کو فوراً مٹا کرتے ہیں  
 اور باوجود اس کے مستحقانہ خطاب اور کریمانہ عنایت سے اس کو  
 سرعام پتاتا ہے

خوردی می ما از جامِ لیلی      خواندی ما را بنامِ لیلی  
 جو شراب کہ تو نے پی ہے وہ ہماری اور بیابان کا      جو لیلی کے نام سے پکارا ہے  
 وہ ہم ہی کو پکارا ہے۔ پس فہم کریں  
 حبیب از بہر عشق بے خبر است

حضرت امام حبیب رحمۃ اللہ علیہ عشق کے راز سے بے خبر ہیں یعنی  
 حضرت امام احمد حبیب قدس سرہ ہمیشہ سے حق تعالیٰ عز و جل کے سوائے  
 عشق میں ہمیشہ مت اور بے خبر اپنے اور اپنے غیر سے رہے ہیں  
 نہ تو میں رہا نہ تو تو رہا جو رہی سب بے خبر رہی  
 مالکی را در روایت نیست۔ حضرت امام مالک قدس سرہ کو اس میں

سمجھ نہیں ہے۔ درایت۔ نعت میں دانائی ہے  
 جو عشق آمد از عقل دیگر گوی      کہ دردست چو کانِ اسیرت گوی  
 جب عشق دلاہد ہو آد عقل کی باتوں سے کچھ کہہ      جیسا کہ چوکان کے قبضہ میں گیند اسیر ہے  
 اس کو جیسا چاہے اور جدمر چاہے اڑا سکتا ہے اور گیند اول سے بے خبر  
 ہے۔ پس عشق و محبت میں عقل و دانش کا آمد نہ ہو۔

اگر تو کہے کہ عقل و دانائی فہم و سمجھ و اجتہاد (غور و فکر) و توجہ دہی کے

قطع نظر دین اسلام کے قواعد و احکام میں یہ بات پیدا کرنا عقائد و فقہ کے مسائل سے استخراج کر کے اور کلام ذو الجلالی و الاکرام اور احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کتب من سے کیوں درست ہوئے۔

میں کہتا ہوں، یہ لوگ یعنی مجتہدان شکر اللہ علیہم۔ علم و تدبیر کی استواری و کفایت اور ملت بیضا کے اذکار کو رواج دیتا اور شریعت آدمی کے احکام کو جاری کرنے میں درجہ کامل مرتبہ اتم رکھتے تھے۔ لیکن مسئلہ عشق و محبت کو اپنانے میں روایت و روایت سے فارغ رہتے تھے۔

بوالعجب سورت سوا عشق چار مصحف درو ایک آیت نیست  
سورہ عشق ایک عجیب سورت ہے چار مصحف بھی ایک مقابل میں ایک کی مقدار ہیں

یہ کیا بات ہے کہ ایک آیت بلکہ چاروں مصحف اس میں یعنی بیان عشق میں ہے یا اس کے معنی یہ ہوں کہ یہ عشق کا سورہ عجیب و غریب و عظیم ہے کہ چاروں مصحف اس میں ایک آیت کے مقدار میں بھی نہیں ہیں۔ والسلام علی من التبع الهدی ہم جو اگر تحریر شدہ آیات سے مذکورہ معنی کے خلاف مراد نہیں اور کہیں کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ و الحارثی رحمۃ اللہ علیہم خدائے عز و جل کے عشق و محبت سے خالی تھے تو ان ہدایت ماب مجتہدین کی جانب میں بے ادبی و گستاخی ہے اور عیب و نقص ان کے تابعین

میں بھی جو کہ نہایت وکمال والے اور امت کے خاص افراد میں سے  
ہیں عائد ہوئے ۔

لخوذ بالله من هذا الاعتقاد الفاسد  
والزعم والكاسر ۔

میں پتا ہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی ایسے فاسد عقیدت  
اور کھوئے قول و گمان سے ۔

## کلمہ مرز البحرین (شکم)

روشن ضمیر آیتہ صفت صافی دلوں ، روشن نفس و سخن فہمیں معنی  
تک پہنچنے والوں پر پوشیدہ نہ رہے کہ ایک وقت میں اس عاجز و قاصر  
کے قلب میں مختصر نکتہ مبارک و لطف معنی متحن موزوں کے ساتھ  
بطور واردات خطرہ پیدا ہوا ۔ جب غور و گہرائی کے ساتھ ملاحظہ کیا  
(بمصدق خیر الکلام ماحقل و ذل و لو حیل)

بہترین کلام وہ ہے جو مختصر اور تند لعل ہو ۔ اور اگر لکھا ہوا نہ ہو ۔  
تمام جو اے کلم سے تصور کیا نہیں جاتے ۔

دریں آیتہ طوطی صفت داشتہ اند  
ہر چہ استاد ازل گفت یگوئی گویم  
آیتہ کے پیچھے طوطی کے مانند مجھ رکھے ہوئے ہیں  
جو کچھ استاد ازل نے کہا کہ کہہ وہی کہتا ہوں  
اور وہ یہ ہے کہ حق ظاہر بصورت حقیقی اشیاء وہ اشیاء موجود و موجود حقیقی

حق تعالیٰ یعنی حق اشیاء کی حقیقی صورت سے ظاہر ہے۔ اور اشیاء  
 حق تعالیٰ کے وجود حقیقی سے موجود ہیں گویا یہ کہ کلام انتہائی صداقت  
 والا خیر و اطلاق دینے والا تنزیہ و تشبیہ و عین و غیر کے مرتبے  
 سے اور وحدت الوجود کی تحقیق اور حقیقتوں اور ذاتوں کا ثبوت  
 معنی و مستقلاً ہوئے۔ جو مرج البحرین مراد اسی سے ہے۔ اور ہم  
 از دست کا حامل ادبہم دست کا شالی جو ایمان شریعی اور نیلای حقیقی  
 اشارہ اسکی پر ہے بلکہ اگر انصاف اور تمیز کو عمل میں لائے۔ اور تعصب  
 غیب گیری کے دائرہ سے نکل آئے تو کہے کہ تمام مسائل عقائد کے لئے حجاب  
 و کتاب حقان و دقائق کے لئے انتہا (کافی) ہے جو اباب میں ہے۔  
 والسلام علی من التبع الہدی۔ جس نے اس کی اتباع  
 کی ہدایت پائی۔

## کلمہ حق شناسی

فی معنی ہر البیت۔ اس بیت کے معنی میں  
 خوش گفت وریا بیان و پیر دھان بیہ عارف خداوند کو نیست آفریدہ  
 اچھا کہا ہے کیا محو پٹ زندہ جنگل میں خدا عارف نہیں رکھتا کیونکہ وہ پیدا نہیں کیا ہے  
 جلتے کہ عارف خداوند دارد میں لقید لفظی واقع ہوئے ہے (لقید بقدریم و  
 تاخیر لفظی یعنی لفظ کو اول یا آخر استعمال کرنا) یعنی خدا عارف نہ دارد۔

خدا عارف نہیں رکھتا ہے یعنی خدا تعالیٰ اپنے سوا اپنا عارف نہیں رکھتا ہے یعنی نہیں پیدا کیا ہے۔ لا تحریف اھلہ الا اھلہ۔ یعنی خدا کو نہیں پہچانتا ہے۔ سیوائے خدا کے۔ نہیں پہچانتا ہے خدا کو سوا خدا کے۔

عارفِ خود دست و خود معروف و اصفِ خود خواست و خود موصوف ترجمہ :- اپنا عارف خود ہی ہے اور خود ہی معروف۔ عارف پہچانتے والا۔ معروف پہچانا جانے والا = اپنا و اصفِ خود ہی ہے اور خود ہی موصوف۔ و اصفِ تعریف کرنے والا موصوف تعریف کیا جانے والا۔

اگر کہے کہ یہ بات کچھ معنی نہیں رکھتی ہے۔ اس لئے کہ بارگاہِ عالم کے واعلان یعنی مولیٰ تعالیٰ کی حضوری کے عارفين اکثر من بعد دھیئ۔ تعداد اور عدد سے زیادہ میں میں کتنا ہوں یا فضائے مطلب تحسرت رجب میں نے پہچانا میرے رب کو میرے رب سے تمام عارفين حق کو حق سے پہچانتے ہیں نہ از خود جیسے کہ خواہشمند کے نور کو خود سے دیکھے ہیں نہ کسی دوسری چیز سے اس لئے کہ نور ظاہر بتفسد و عطر ظہر بخیرہ نور اپنے نفس سے ظاہر ہے اور اپنے غیر کو ظاہر کرتا ہے۔ ہوئے متوی آفتاب آمد دلیل آفتاب اگر دلیلست یا پرازوئے دو مقام اس کے ثبوت کے لئے دوسری تمثیل ہے نہیں

اگر تو اس کی دلیل چاہتا ہے تو اس کی طرف متوجہ ہو۔ دوسرا ثبوت  
تلاش مت کر۔

گٹھن راز؟

زہے ناداں کہ اوغوشید تا بانی      بنور شمع عوید در تبا یاں  
دہ عجیب ناداں ہے جو چمکدار سوج کو      شمع کی روشنی سے صحرا میں تلاش کر رہا ہے  
پس محقق ہوا جو کہ حقیقت میں حق تعالیٰ کو حق کی دانائی سے  
جانتا ہے اور اس کو اسی کی شناسائی سے پہچانتا ہے۔ بلکہ حق ہے جو اپنے  
کو ہر مرتبہ میں تنزیہ اور تشبیہ سے اپنی جانتا ہے اور خود ہی پہچانتا  
ہے اس مرتبہ کے اقتضائے مطابق نہ کوئی حق کا غیر اس لئے کہ  
صفات کمال کا جاننے والا وجود مطلق ہے جو کہ حق کی حقیقت ہے  
خواہ مرتبہ وجود میں یا مرتبہ امکان میں۔ یہ صفات تہذیب سے نہیں جو  
بالذات عدم ہووئے اور اس کے ذاتی صفات نقصانات ان تمام سے  
ہیں اور جہل و نادانی پس فہم کریں۔

”وینت آفریدہ“ یعنی الیاء عارف جو حق کو ایسے پہچانتا ہے  
نہ حق سے یہ پیدا ہوا نہیں ہے یعنی یہ معدوم مطلق ہے۔  
اور پہلا مصرعہ تو خلاصہ ہے اور شرح سے بے نیاز ہے  
دوسرے معنی یہ ہیں کہ ع

عارف حذائے دارد

حذائے تعالیٰ اپنے آپ عارف دوسرے کے جیسا نہیں ہے



یعنی دوسرے کا عارف ہونا محدود ہے (چنانچہ مثلاً عام لوگ آسمان یا دریا کو تو جانتے اور پہچانتے ہیں، طاقت بشری کی مقدار پر۔ لیکن جیسا کہ آسمان یا دریا اپنے آپ کو آپ جانتے اور پہچانتے ہیں بساطت و اطلاق یعنی پھیلاؤ اور کشادگی وغیرہ آدمیوں سے کوئی پہچانتے نہیں ہیں۔ ایسا ہی کوئی عارف حق کو حق کے جیسا جو کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے جانتا اور پہچانتا ہے پیدا ہوا نہیں ہے۔ یعنی معدوم شخص ہے فافہم علم پس ختم کرو اور سمجھو۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و دھم  
اے اہل العالمین تو پاک ہے پندار تصور و اندازہ  
مجلس تمام گشت بیاباں رسید عمر  
جلس بغاوت ہو گئی اور انتہا کو پہنچی عمر  
یعنی ہم تمام عمر تیری تعریف کرتے کرتے عمر ختم ہوا ہے ابھی تیرا پہلا بھی وصف  
بیان کرتے رہ گئے ہیں۔

## کلمہ مستقل وجود

فی العوْثیہ۔ قال لی یا عوذ اعظم  
لنسی لصاحب اظلم غدی سبیل اَلا بعد انکارہ  
و فرمایا خدا اے تعالیٰ۔ اے عوذ اعظم اہل علم کے لئے میرے تک کوئی

راستہ نہیں ہے مگر اس کے انکار کے بعد اس قاصر و کوتاہ فہم کے خاطر میں  
گزر رہا ہے یہ کہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ علم سے مراد یہاں علم خود کی ہے۔  
نہ علم حق سبحانہ یعنی صاحب علم ظاہری جانتا ہے کہ میں موجود ہوں اپنے  
وجود سے۔ اور حق بھی موجود ہے اپنے وجود سے۔ اگرچہ حق تعالیٰ موجود  
یعنی میرا پیدا کرنے والا ہے لیکن مجھ کو اپنی قدرت کے کمال سے وجود  
مختار ہے۔ اپنے وجود کے سوا حق موجود ہے اپنے مستقل وجود سے  
اور میں بھی موجود ہوں اپنے غیر مستقل وجود سے جو وجود حق کا غیر ہے  
نہ اس کا عین

تحقیق اس تقریر سے تصویر کی دوئی حقیقتوں کی جدائی یعنی  
دو وجود ثابت ہوتے ہیں۔

از تنگ وجود خویش بہ تنگ آمدہ ام	یارب کہ مے بعدم یا ز روم
اپنے وجود کے تنگی سے میں تنگ آگیا ہوں	اے رب کہم کہ عدم میں واپس لوٹ جاؤں
(یعنی اپنے وجود ذاتی کے ہم سے)	(تاکہ خلط خمیوں سے نجات پا جاؤں)

## رباعی

ما چند غلام کہنہ و نو با شمس  
کتب تک نیا اور پرانا کے امتیاز کا غلام بنا ہوں  
در کشمکش کینز و یا تو با شمس  
باندھی اور ملکہ کے کشمکش میں دکھ کر رہ جاؤں

خواہم کہ جاوداں یا غم تو  
 میں ایک ایسا گوشہ تنہائی چاہتا ہوں کہ ہمیشہ تیرے عشق کے غم میں  
 پادری درماں و صربازانوں یا شمن  
 پیردامن میں لپٹے اور سر زانو پہ رکھے رہ جائیں  
 ہر جا کہ گزرم نوا جائے عشقت شوم  
 جہاں میں گزروں ساگ تیرے عشق ہی کی سنوں  
 بر خوان بلا صدائے عشقت شوم  
 خوان بلا لیجئے آفات کا ویلا مجموعہ ابر تیرے عشق ہی کی صدائیں سنائیں  
 دردشت روم فقیر درد تو کشم  
 صحرائیں جادوں بال سری تیرے درد ہی کی بجاؤں  
 باکوہ ایم صدائے عشقت شوم  
 کوہ پیر بھی رہوں صدائے باز گشت تیرے عشق ہی کی سنوں

## رباعی

گویم نفسے دراز من باش اے دل  
 میں رخ دد کہ بھرا ہوا اے دل دلا نفسی کر رہا ہوں  
 گر شرط رہمت پاس انفاں اے دل  
 تیری راہ کے شرط کو ملحوظ رکھ کر پاس انفاں کھائیں دل

آں را کہ نہ حق شناس و حق میں باشد  
ان افراد کو جو حق شناس اور حق میں نہیں ہیں  
تا بہتوانی مبین و شناس لے دل  
جہاں تک ہو سکے ان کو مت دیکھ ادرمت دریا کر لے ل

## کلمہ تنزیہ و تشبیہ

حضرت عین القفصات صمدانی قدس سرہ کے خزانہ معارف سے  
قصیدہ گنجور کی بیت کے معنی ہیں۔

در شریعت ہر آنچہ مست حلال در طریقت ہماں بود مردار  
شریعت میں جو چیز کہ حلال ہے ؛ طریقت میں وہی مردار ہوئے  
جانے کہ یہاں لفظ ہر آنچہ سے تعمیم (عام طور پر) اور کلیت (تمام کے لئے)  
نہ سمجھا جائے بلکہ خصوصیت کے ساتھ اور بعض کے لئے مراد لینا  
چاہئے۔ بعض اعتبارات اور احتمالات درست ہو اگر یں گے نہ تمام  
وجوہات اور حیثیات کے لئے وہ یہہ ہے کہ وجود کا اثبات شریعت  
میں جائز اور صحیح ہے ؟  
در طریقت محظور و مستفیع طریقت میں خطرناک زبول اور ہر  
ہستہ این جملہ خرابی از دوست ہست یہ تمام خرابی دوست سے ہے  
حضرت محمود تقییری گلشن راز میں فرماتے ہیں۔

## مثنوی

ہر آنکس را کہ مذہب غیر جبر است  
 جن شخص کا طریق غیر جبر (یعنی قدریہ) ہے  
 بنی گفتم کہ او مانند گیر است  
 بنی صلعم نے فرمایا کہ وہ گیر کے مانند ہے  
 چنان کال گھریزہ داں اہر من گفت  
 جیسا کہ وہ گھریزہ داں اور اہر من یعنی دو خدا کہا  
 ہمیں نادان و احمق او من گفت  
 یہ نادان اور احمق بھی وہ اور میں کہا

(مذہب گیر میں دو خدا ہیں۔ نیکی کا خدا ایند داں۔ بدی کا خدا اہر من)  
 ایضاً قال اهل الطريقة السلامۃ فی  
 الوحدة ای سلامۃ الایمان الحقیقی فی  
 اثبات وحدۃ الوجود فالأفۃ بین الاثنتین  
 ای أفۃ الایمان الحقیقی توہم تثبیت الوجود  
 وجودک ذنب لا یقاس بہا ذنب

اہل طریقت نے فرمایا۔ سلامتی وحدت میں ہے یعنی ایمان  
 حقیقی کی سلامتی وحدۃ الوجود کے اثبات میں ہے۔ اور آفت دنی  
 میں ہے۔ یعنی خطرہ ایمان حقیقی کا دو وجود کے وہم میں ہے تیرا وجود

گناہ۔ اور اس میں قیاس نہیں کرنا گناہ ہے پس اس توجہ سے بیت کے معنی درست ہوتے ہیں۔ اور اس کے برعکس جواز کا اندیشہ پایا جاتا ہے۔  
 در طریقت مرآۃ منہج ہمت حلال در شریعت ہماں بود مردار  
 طریقت میں جو کچھ حلال ہے شریعت میں وہی مردار ہے  
 اور وہ یہ ہے کہ طریقت میں تشبیہ کی صفت کو حق سبحانہ تعالیٰ کے لئے نہایت کتنا عین ایمان ہے لیکن تنزیہ کے ساتھ بغیر اس کے یعنی  
 مجتہد تنزیہ کے درست نہیں۔ یہی ہے دستور محققین علیہم الرضون کا  
 اور شریعت میں فقط صفت تنزیہ ہی کی تصدیق پر ایمان اور  
 اعتقاد رکھتے ہیں اور تشبیہ کی نسبت کو حق تعالیٰ کے لئے کفر اور الحاد  
 جانتے ہیں۔ پس مذکورہ توجہ کے ساتھ مرقومہ بیت کے برعکس معنی  
 بھی مرقوم درست ہوتے ہیں۔

نفی آل یک چیز و اثباتش رواست

ایک چیز کی نفی اور اس کا اثبات جائز اور درست ہے

چو جہت شر مختلف بہت دو تاست

جب رخ جدا جدا ہو جائے تو اس کی نسبت دو پہلو پر ہے

سوال۔ اگر تو کہے کہ اس صورت میں اہل طریقت و حقیقت کے  
 اور اہل طریقت و حقیقت خلاف اہل شریعت کے نام  
 دیئے ہیں حالانکہ حضرت محبوب سبحانی معشوق بانی رضی اللہ عنہ  
 وارضاہ ایسا فرماتے ہیں۔ کل حقیقتہ روت المھا الشریعت نہ بھی

ذنبا قلم والکلامۃ مع الکتاب والسنة والالهلال  
 مع غیر ہمار حقیقت جس سے لہو موتی ہے شریعت بس ذوق  
 (بے دینی) ہے اور سلامتی کتاب و سنت کے ساتھ ہے ورنہ ان کے سوا  
 طاقت ہے۔ میں کہتا ہوں۔ یہاں اہل شریعت سے ہماری مراد ناقص التحقیق  
 ہیں (وہ جن کی تحقیق ناقص ہو) جو ان کو زہدان خشک اور مشرکان معنوی  
 اور اہل دنیا اور فیشریاں (پوست پرست) یعنی ظاہر پرست اور مانند  
 اس کے صوفیوں کی اصطلاح میں نام رکھے ہیں نہ وہ اہل شریعت جو  
 کامل التحقیق ہیں (جن کی تحقیق کامل ہے) یعنی دین کے مجتہد رضی اللہ  
 عنہم اجمعین۔ جو کہ شریعت ظاہرہ کی تقویت و ترویج یعنی پابندی  
 اور رواج کو خودی اختیار کئے ہیں اور شریعت کے باطنی امور میں صوفیوں  
 کے تابع رہے ہیں۔ جیسا کہ صوفیاں شریعت کے باطنی امور کو جاری رکھتے  
 ہوئے اور باطنی کام کے لئے جو طریقت اور حقیقت کے ذمہ دار ہیں  
 اور شریعت کے ظاہری احکام میں مجتہدین کے تابع ہوئے ہیں۔ پس اس حدیث  
 سے شریعت طریقت اور حقیقت کی مخالف نہیں ہے۔ اور طریقت  
 و حقیقت شریعت کے مخالف نہ ہوئے بلکہ کاملین یمنوں مراتب  
 کے مجموعہ کو شریعت کاملہ نام دیئے ہیں جیسا کہ فرمائے ہیں۔ محبوب  
 کو دیکھنا اور بلانا اس سے ہم کلام ہونا مثال شریعت کی ہے اور  
 اس سے بغلیگر اور ہم آغوش ہونا مثال طریقت کی ہے۔ اور مباشرت  
 کرنا اور اس سے لذت حاصل کرنا مثال حقیقت کی ہے پس اس تحقیق

سے ثابت ہو کہ شریعت کا کمال طریقت و حقیقت کی جامعیت میں ہے

شریعت یا طریقت کا رد  
طریقت یا حقیقت کا رد  
شریعت طریقت سے تعلق رکھتی ہے  
طریقت حقیقت سے فیض یاب ہوتی ہے

فافہم واعلم مولف کی غزل ہے۔۔ فارسی

اکیکہ مرتبط شرع یا حقائق نیست

جو شخص کہ شریعت کو حقیقت سے رابطہ نہیں کھتا ہے

بغیر مدعی اور خطاب لائق نیست

یہ رائے مدعی (یعنی غلط دعویٰ) اور ہونیکے خطاب اکو لائق نہیں ہے

چنانکہ پوست بجز مخزنی نبا ید کار

جیسے کہ پوست مخز کے بغیر کام نہیں آتا ہے

بدوں پوست ہما ناں کہ مخز فائق نیست

بغیر پوست کے بھی یقیناً مخز پسندیدہ نہیں ہے

سنبھل رخ مصتی و رفعت خالق

رخ مستی کا آئینہ اور خالق کی علو مرتبت

ورای نیستی و مصتی خلاق نیست

خلق کی نیستی و مستی کے سوا کچھ نہیں ہے



جواب مسئلہ ما فیہمہ بیوں گوید  
 ہمارے مسئلہ کا جواب فقہ (فقہ کے عالم) کیونکر کہے  
 کہ آل یہ کنز الدقائق و بحر الروق نیست  
 کیونکہ وہ کنز الدقائق اور بحر لائق سے نہیں ہے  
 بیند دلایل و فرزند و مال و جامت دل  
 زن و فرزند و مال و جامہ کی حجت میں اپنے دل کو مت باندھ  
 کہ خود واقعی اس راہ جز علانی نیست  
 کیونکہ اس راہ سے روکنے والی سوائے ان تعلقات کے کچھ نہیں ہے  
 خودی خود بگزار و خدائے خود برسی  
 اپنی خودی کو چھوڑ دے اپنے خدائے تو پہنچے  
 کہ میں طریق دیگر اقرب طرائق نیست  
 کہ اس حقیقہ کے علاوہ سب قریب کا سامنے دوسرا ہیں ہے  
 کمال کمال فصاحت بقول از ایمان  
 اے کمال ایمان کے قول پر ہی فصاحت مت کہ  
 شکر نہ بخشد شیر نش کر ای نیست  
 شکر شیرینی نہ بخشد حبیبی شیرینی کہ ذاتی نہیں ہے

## کلمہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

جانئے کہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو معنی رکھتی ہے  
ایک حقیقت محمدی عالم غیب میں۔ وہ ذات کی معلومیت کی  
صورت ہے۔ تعین اول کے ساتھ کے ہیں کہنا اس سے مراد ہے اور  
اس کے نام بہت ہیں جیسے کہ۔ وحدت۔ اور تجلی اول۔ وبرزخ  
کبریٰ۔ وقاب قوسین اور نہا نخانہ جمع وغیرہ

دوسرا حقیقت محمدی عالم شہادت میں و خارج میں اس کی  
موجودیت کی صورت ہے کہ اس کو عالم شہادت کہتے ہیں۔ اور اس کے  
نام بھی بہت ہیں جیسے کہ وحدت اور تعین اول۔ و عقل کل و قلم  
اعلیٰ و روح اعظم و مخلوق مطلق و مظہر اتم وغیرہ وہ مراد ہے مرتبہ  
نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احسان نور احلہ و  
کل شئی من ذری اس کی وضاحت کرتی ہے۔ اور بعض  
اکابر حقیقت محمدی کو صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق اور حادث کہتے ہیں  
اور بعض اول کے ساتھ اور محققین اس میں یعنی نور محمدی صلی اللہ  
علیہ وسلم میں تین درجے ثابت فرماتے ہیں یہ

یکے نفس و یکے روح و یکے دل  
ولی در حرف ہر یک بہت مشکل

جاننے اور یقین کرے ۔

جاننا چاہئے کہ یہاں اپنی ذات اور تمام مخلوقات کی ذات سے مراد شئی واحد ہے اور وجود عالم مقاض (فیض دینے والا) جو تمام اعیان خارجی پر گھیرا ہوا ہے جو موسوم ہے وجود اماری فی جمیع الذراویٰ یعنی وجود مقید تمام ذریات میں ہے وجود خلق کو بھی اسی سے تعبیر لیتے ہیں۔ اور وہ حقیقت میں وہی وجود خاص کی حیثیت ہے جو ذات مقدس حق سبحانہ تعالیٰ کی ہووے۔ لیکن عام یقین و شمول کے ساتھ تمام اشیاء سے تعلق و متعین ہے اور اگر اپنی ذات اور تمام کمفونات کی ذات سے روح مراد لین مناسب دکھائی دیتا ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک کی روح ایک جزو حقیقی ہے جو دوسرے پر صادق نہ آئے خلاف وجود عالم مقاض جو اگرچہ واقعیت میں ایک ہے اور تعداد و کثرت کو اس میں دخل نہیں ہے لیکن مظاہر کی کثرت اور تعداد اور اپنے گونا گوں آئینوں کی حیثیت سے جو اعیان حکمات میں اور بجائے افراد اور جزئیات مفہوم کلی ہیں متعدد و کثرت دکھائی دیتے ہیں پس سمجھ جائے۔ اور اس طریقے سے بھی کہ ارواح حقیقت میں متعدد اور کثیر ہیں اور ذاتی خواہش اور اصلی قابلیت ہر ایک کی بھی جدا جدا اور مختلف چنانچہ نکوئی اور بُرائی کفر و اسلام اطاعت و نافرمانی ثواب اور عذاب و رحمت و محنت وغیرہ اور شریعت کی زبان میں وارد ہوا ہے کہ نیکوں کی

ترجمہ :- ایک نفس و ایک روح اور ایک دل۔ لیکن ہر ایک کے بیان کرنے میں مشکل ہے یعنی نوری محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) مراد ہے تین مرتبہ مذکورہ کا جامع ہے فافہم ایجاد میں اور وہ قادر مطلق اور صالح مہر حق کی قدرت کے کمال سے ہے یعنی بے مادہ و بے آلہ اور بے اسباب کے ۔

مقدرے نہ بہ آست بقدرت مطلق  
وہ کسی آلہ سے بنا ہوا نہیں بلکہ قدرت مطلق سے  
اس کے ایجاد کا طریقہ جیسا کہ چاہے عارفین کا شناختہ شدہ  
ہے نہ عالموں یعنی اہل ظاہر کے معلوم کی چیز ہے اور یہ فقیر حقیر مہر حق  
افشا سر المرید بیت کفر (ربوبیت کے راز کا ظاہر کرنا کفر ہے) اس  
کی تقریر اور تحریر پر متوجہ نہ ہو اور کلام کو اس کلمہ پر تمام کیلیغ  
”آز کہ کس است یک حرفیں است“  
ان کو کہ جن میں آدمیت کی قابلیت ہے ایک بات پس ہے فافہم و  
تالی فہم اور غور کریں ۔

## کلمہ اعیان رنگ برنگ

اس سے قبل بیان سلوک میں ذکر خفی کے معنی میں جو کچھ ہم  
لکھتے ہیں کہ سالک ذات کو اور تمام مخلوقات کی ذاتوں کو ذات حق

روحیں اعلیٰ علیین میں اور بدکاروں کی روحیں سحین میں رہیں مثلاً  
 زبیدی روح جو عمر کا باب ہے طاعت و حسنات کے الکتاب کے  
 باعث درجات بہشت کا مستحق ہو۔ اور روح عمر کی جو زید کا بیٹا ہے  
 گناہ کے کام اور برائیاں اختیار کرنے کے باعث مقام دوزخ کا نزاوار  
 ہو۔ اور جو عام معاصی مذکورہ امور کی تمثیلات سے پاک اور  
 بے نیاز ہے۔ اس کی صفت نامعلوم طور پر اشیاء کے ساتھ محبت  
 رکھتی ہے۔ اس بنا پر اس کی محبت اشیاء کے ساتھ ہو کہ کوئی  
 تغیر و تبدل کی راہ اس میں پایا نہ جائے۔ جیسا کہ حیوانی (مادیت)  
 کی محبت صورت کے ساتھ ہو کہ تغیر و تبدل اور پلٹنا اور سیردگی  
 جو صورت کے لوازمات سے ہے حیوانی اس سے لاحق نہیں  
 ہوتا ہے۔

## سراجی مولف

صورت کو تغیر نہ حیوانی گو نعم  
 صورت کو تغیر ہے نہ ہوئی کو کھلی ہاں نہیں  
 یوں حق کو محبت ہے بعالم بالذات  
 حق تعالیٰ کو بالذات کے عالم ساتھ الہی محبت ہے  
 ہر چند مبین صورت و حیوانی باہر  
 بہت کچھ صورت اور حیوانی الہی میں ملے ہوئے  
 برحق ہے مبرا از تغیر عالم  
 برحق تعالیٰ عالم کے تغیر سے بری ہے  
 مثال دیگر جیسے کہ آفاق کا نور محسوس ذاتی طور پر کوئی لون و رنگ  
 نہیں رکھتا ہے لیکن جگہ رنگ برنگ شیعوں پر پڑے تو ڈالنے مختلف

رنگوں کے مطابق رنگین دکھائی دیتا ہے اور لیکن کوئی تغیر و تبدیلی اور  
کوئی غلطی و نقصان اس کی بے لونی و بے رنگی میں راہ پایا نہ جائے۔  
مولوی حاجی قدس سرہ

## رباعی

اعیاں ہمیشہ شیشہائے گونا گوں بود  
اعیان تمام رنگ رنگ کے شیشے تھے  
کافتا و برآں پر تو خورشید وجود  
جبکہ اُن پر وجود کے خورشید کا پر تو پڑا  
ہر شیشہ کہ بود سرخ بازار دو کیود  
ہر شیشہ لال پیلا نیلا جو کچھ کہ تھا  
خورشید در اں ہم بہ ہاں رنگ نمود  
خورشید بھی اُن میں اسی رنگ سے دکھائی دیا

## رباعی

مستی کے بذاتِ خود ہویدا است چو نور  
مستی جو اپنی ذات سے ظہر ہے نور کے مانند  
ذواتِ کمزورات ازو یافت ظہور  
کمزورات کی ذاتیں اس سے ظہور پائیں

ہر چیز کہ از فروغ ادا افتد دور  
جو چیز کہ اس کی شعلہ سے دور پڑی رہے  
در ظلمت نیستی بماند مسور  
نستی کی ظلمت میں پوشیدہ رہے

## رباعی

جس چیز کے رخ پہ دیدہ و رآنکھ تیری  
ظاہر ہے یہ شے کی صورت و شکل سے حق  
ہر حال کہ یہ مراقبہ ہے نظری  
بالذات ہے گرچہ شکل و صورت سے بری  
جس چیز کے رخ دیکھ رہی ہو تیری آنکھ  
حق تعالیٰ شے کی شکل و صورت سے ظاہر  
جانتا رہ کہ یہ نظری مراقبہ ہے  
بالذات ہے اگرچہ کہ شکل و صورت سے بے نیاز ہے

## رباعی

بچوں ہے حقیقتاً حق اما پیدا  
حقیقت میں حق تعالیٰ بچوں و بے چگون ہے  
ہے چوں و چگون خلق سے ہو بینا  
لیکن خلق کے چوں و چگون سے ظاہر ہے تو ہٹا یعنی دیکھنے والا ہے

بے رنگ بذاتِ خود ہے نورِ خورشید

سودج کا نور اپنی ذات سے آپ بے رنگ ہے

پر جلوہ مناسبتِ رنگ ہر ہر عینیت

ہر ہر شیشہ کی رنگت سے جلوہ دکھاتا ہے

دوسرا جانئے کہ کلی مثال کو وجہ دعاء پر ہم نے پیش کی وہ تمام

وجوہات پر یہی تصور کرنا نہیں چاہئے اس لئے کہ وہ اشکال کے واردات

کا حمایت اور دگر اسی لازم پاتا ہے مقصود کے برآمد حاصل کرنے

کے لئے آئی یہ کفایت کو مانگتے ہیں چاہے وہ یہ ہے کہ وجود عدم باوجود

اس کے تمام اشیاء کی صورت کے مجسمہ ظہور فرمایا ہے۔ مظاہر کے مطابق

اور گونا گوں آمینوں میں اپنے کو دکھایا ہے یعنی جس حالت میں ذاتی معیت

بلکہ حقیقی عینیت بے کیفیت اشیاء کے ساتھ رکھتا ہے تیار میاڑی صفت

اس کی ذات اعلیٰ پر ثابت اور محقق ہے نہ یہ کہ ذہنی امور کے مفہوم

کلی کے مانند ہوئے یہ معقولات ثانیہ کے مطابق ہوئے جو خارج میں

وجود نہیں رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے اعلیٰ اور بزرگ تر ہے

لَعَالَى اللَّهِ عَنِ ذَٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيرًا۔

کلمہ <sup>۲۲</sup>عکس لطیف

بیان میں خود کی پہچان، رسول کی پہچان، اور حق کی پہچان



تحقیق کمال کے لئے اس کو جسم عنصری لازم اور واجب ہوئے ع

روح بے قالب بندہ کارکرد

یعنی روح بغیر جسم کے کام نہ کر سکے

اور بعضے عارفین اس کو نفس مقید بھی کہتے ہیں اور وہ عالم خلق سے

ہے نہ کہ عالم امر سے دوسرا لطیف جس پر جو خواب میں دکھائی دیتا

ہے بیداری میں نہیں مگر جبکہ خدا تعالیٰ دکھائے اور توڑ و جوڑ

وغیرہ کے قابل نہ ہووے اور ان کو حق سبحانہ تعالیٰ روز میثاق میں آدم

کی پشت کے ذریعے وقفہ اور ادقات گزاری کے اور زمانہ گزاری

کے بعد پیدا کر کے چار قسم میں تقسیم کیا۔ اور المست برکیم کے خطاب سے

مخاطب گردانا۔ اور تیز روی ایسی ہے کہ اگر چار میں آنکھ جھپکنے میں بلکہ

اس سے کم وقفہ میں مثلاً مشرق سے مغرب میں اور مغرب سے مشرق

میں یا عرض اعلیٰ سے تحت الثری میں یا تحت الثری سے عرض اعلیٰ تک

جاوے۔ یہاں خواب اور موت سے امن میں رہیں اور اس کو خلق الوجود

جسم لطیف و تن روحانی و قلب مقید وغیرہ نام رکھتے ہیں اور یہہ

عالم امر سے ہے اور بعض کے نزدیک نہ فقط عالم امر سے نہ فقط

عالم خلق سے بلکہ ایک وجہ سے امر سے کہہ سکتے ہیں۔ اور ایک وجہ

سے عالم خلق سے اور اس کو خیال اور مثال کہتے ہیں اس لئے کہ شکل

و صورت اور مقدار و اندازہ تعین و شخص و طول و عرض و گہرا اور

و ہندا و اجزاء وغیرہ میں اس کے اور تن خالی کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے

مگر لطافت اور کثافت کا۔ اگرچہ دوسرے اعتبار سے بزرگی اور بڑائی کو اس کے کوئی ضد و انتہا نہیں ہے۔ شاید ایک سبب اس کا نام مٹائی ہوتا یہ بھی ہوگا۔ اور لیکن اس کو تاہ سمجھ فقیر حقیر کے قلب میں گزرتا ہے کہ ادنیٰ وہ ہے کہ تن کثیف کو تن لطیف کی مثال جانے نہ یہ کہ تن لطیف کو مانند تن کثیف کہے۔ اس لئے کہ تن لطیف تن کثیف سے قبل پیدا شدہ ہے۔ بعد تن لطیف کے ایک طویل زمانہ اور مدت زمانہ کے بعد تن کثیف پیدا ہوتا ہے۔ پس اس تمثیل کے ساتھ اس کا نام پانا دوسرے معنی سے ہووے۔ نیز جانئے کہ جملہ حس و حرکت اختیاری ہوشیاری اور خبرداری جسم کثیف میں اس جد لطیف کے سبب ہے اگر واجب کے انضواء جزئی میں ممکن کے اعضا و اجزای نہ ہووے کوئی حس و حرکت اختیاری واجب میں ممکن نہ ہووے۔ جیسے کہ خواب کی حالت میں اور موت کے بعد یہ معنی واضح ہے۔ اگرچہ چھپے کہ جبکہ خواب کے عالم میں روح جاری لیتے ممکن واجب سے جدا ہو کر سیر و سیاحت کرتی ہے بعد اس کے واجب میں واپس آئے تو کس درجہ سے؟ میں کہتا ہوں مثلاً پانی کو جو کہ خاک کے یہ نسبت لطیف ہے جب خاک پر (یہ نسبت پانی کے یہ کثیف ہے) تم ڈال دیں۔ کس دروازہ سے خاک میں پھلا جاوے؟ اور داخل نہ ہووے؟ اگر یہ کہے کہ تمام اجزاء خاک کے آب لطیف کے لئے دروازہ کے مانند ہیں پس پانی کی لطافت کو خاک کی کثافت منع کرنے والی اور روکنے

والی نہیں ہوتی ہے اور داخل ہونے اور سرایت کرنے سے روکتی نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں۔ مساکات خوابنا منکو فہو جوابیکو صتا (جو جواب ہمارا تم سے ہے پس وہ تمہارا جواب ہم سے ہے) تیسرا تمتع الوجود جو دونوں کو دیکھنا اور دیکھا جائے۔ یعنی واجب الوجود جو بیداری میں دکھائی دے اور ممکن الوجود جو خواب میں دیکھا جاتا ہے تمتع الوجود جو تیسرا ہے خاص اُن ہر دو منظر کو دیکھ اور دیکھنے والا ہووے۔ اور وہ دیکھا نفس الامر (حقیقت میں) ایک ہے دو نہیں۔ رنگ میں دونوں کے دیکھے یعنی بینائی ہر دور کی مری بنے نظر شی واحد ہے (یعنی ایک) دوشی نہیں ہے۔ حاصل یہ ہے کہ وہی ایک تمتع بیداری میں واجب کو اور خواب میں ممکن کو دیکھتا ہے نہ دوسرا اگر مانند مری کے (دیکھے جانے والی) یعنی منظر جو دو ہیں دیکھنا (نظر) بھی وعدہ ہوتے اور واحد نہیں ہوتے۔ جو کچھ عالم خواب میں دیکھا جائے بیدار ہونے کے بعد اس کو یاد آئے۔ اور محفوظ نہیں رہتا ہے۔ پس تحقیق پایا کہ رائی (نظر) ایک ہے اور مری (نظر) دو۔ اور اس کو نظر اور بیش نام رکھتے ہیں اور مہدی یعنی اردو دیکھ کر کہتے دینی صفت دل و دینا کے صفت روح دل کی صفت کا جانتے والا اور روح کی صفت کا دیکھنے والا) جو کہ میں اسی مقام پر ہے۔ پس جانا گیا۔ تمتع دیکھنے والا ہے نہ دیکھا ہوا یعنی خواب میں دیکھا جائے اور نہ بیداری میں بلکہ بیداری میں بینائی واجب کی ہے۔

اور خواب میں بینائی ممکن کی۔ اور متمتع عربی میں منع کیا گیا اور وجود یہاں  
معنے میں جسم کہہ ہوئے۔ پس یعنی متمتع الوجود جسم سے منع کیا گیا ہو کے  
ال لئے کہ اس کو شکل و صوت اور مقدار و اندازہ چونی اور چگونگی نہیں  
ہے۔ مانند جسم لطیف و کثیف کے۔ وہ ایک بسیط یعنی پھیلی ہوئی  
غیر مرکب شے ہے کہ ترکیب و ترتیب چاہے لطافت کی حیثیت سے  
خواہ کثافت کے اعتبار سے اس میں امکان نہیں رکھتی۔ تا دیکھائی ہو کہ  
اور دیکھا جاوے اسی وجود کو لطیفۃ الہیہ اور روح مقید و نفس فاعلہ  
وغیرہ کہتے ہیں۔

بعض لوگ متمتع الوجود کو ظلمت جو کہے ہیں اس سے اس کی غیر مرکب  
و پاک و بے عیب اور نہایت لطیف اور مقدار و چونی و جذبگی نہ ہونا  
کی کیفیت کی طرف اس کا اشارہ ہے جو تھا عارف الوجود یعنی تینوں  
کی پہچاننے والا اس ساخت کے ساتھ مثلاً ایک دیکھنا بیداری میں۔  
دوسرا دیکھنا خواب میں تیسرا ہر دو کا دیکھنا۔ اس کو دانش اور  
نورِ نفس مطلق اور اس کے مثال کہتے ہیں۔ اور اردو میں بوجہ نام رکھتے  
ہیں اور یہ وجود بھی بچوں و بے چگونگی اور لامکانیت وغیرہ کی صفت  
کے ساتھ جو کچھ کہ تعریف و توصف میں متمتع الوجود میں کہا گیا ہے  
موصوف ہے اور فرق عارف اور متمتع کے درمیان جو ہے دانش و عشق  
کلمے تحصیل و اجمال اور تمیز اور عدم تمیز کے ساتھ ہوئے یعنی متمتع  
یافتہ محفل کو کہتے ہیں جو جیسا کہ چاہے تمیز نہیں رکھتا ہے اور عارف

یافت مفصل کو جانتے ہیں اس سے شئی کو جیسی کہ وہ ہے ماہرے یعنی جیسی کہ شئی شاخ ہے تمیز و تفصیل کے ساتھ معلوم اور مفہوم ہووے۔ پس صاحب الامتیاز یعنی ان میں جو فرق ہے دانش اور بینش۔ تفصیل و اجمال و تمیز کا ہووے پس فہم و تامل و غور فرمائیں۔ پانچواں شاہد الوجود یعنی شہادت اور گواہی دینے والا۔ جاننے کے عرف عام میں شاہد اس کو کہتے ہیں جو معاملہ اور مابصری پر تجربہ اور واقفیت کلی رکھتا ہو یعنی علم الیقین سے جانا ہو۔ اور آنکھ کی نظر سے دیکھا ہوا ہووے۔ پس اس صورت میں شاہد الوجود بھی مراد ہے

محقق کی یانت سے بے شبہ۔ کامل ادراک۔ نقصان اور عیب نہ ہووے یعنی گواہ امری ہووے کہ ایسا ہی ہے اور اس کے سوا ہر گز نہیں ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ ایک دیکھا ہوا بیداری میں اور دوسرا دیکھا ہوا خواب میں اور تفسیر ناظر اور بینا دونوں کا چوتھا جانا اور پہچانا ہوا تینوں کا۔ پانچواں ہر چاروں پر گواہ مدلل و یقینی۔ پس تمتع اور عارف کے مابین فرق کو ہم اشارۃً بیان کیے ہیں۔ اب یہ جان لو کہ جو کچھ فرق ہے حرکت اور قرار۔ اے عارف شاہد کا ہووے مدرم۔ جبکہ وہی یانت مذکور میں حرکت باقی رہے، عارف الوجود ہے۔ اور جب یقینی کمال کے حصول کے سبب اس کی حرکت قرار اور سکون سے بدل ہووے شاہد الوجود روشن کے مانند جب تک وہ رفیق یعنی پتلا رہ کر سیلان اور حرکت اس میں باقی ہے۔ جب بندھا جائے اور منہج ہووے اور قرار و سکون پائے

اور جنبش و حرکت اس کی زائل ہوئے۔ پس اس مرتبہ کو یعنی شاہد الوجود کو دل مطلق اور قلب عالی بھی کہتے ہیں۔  
 پھٹو اں۔ واحد الوجود اس سے مراد یگانگی پانا ہے۔ پانچوں مراتب کے درمیان یعنی چھٹا مرتبہ بھی پانا ہے جو یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ وہ پانچواں مراتب مذکورہ کے تمام مظاہر اور آئینے اور عکسین اور جلال و ظلال اور نسبت و اضافت اور شانین اور اعتبارات میرے میں اور دونوں آئینے اور مظہر دور کرنے اور تجلی دینے والے اور ظاہر بلکہ عین حقیقی بھی۔ آئینے اور مظاہرے میں ہیں۔

یہ نفس دل و روح یک۔ ان معنوں کو خارج دیکھ۔  
 یہ نفس اور دل و روح ایک ہیں۔ ان کے معنوں کو خارج یعنی ظاہر میں دیکھ لے۔  
 نفس و روح و عقل و دل جملہ یکے ست۔ نفس اور روح و عقل و دل جملہ ایک ہیں۔  
 مرد معنی اور نیما کنی شکے ست۔ باطن شہناں مرد کو اس مقام تک پر کہ گائی ہوگا  
 جیسا کہ مثلاً نفس انسانی علم سیکھا۔ اس کو عالم کہتے ہیں۔ اور  
 کتابت کی اس کو کاتب جاتیں۔ اور موزوں کلام بنایا شہ نام پایا  
 اور صورت گیری اور نقاشی کی صبغت پر عمل کیا مصور اور نقاش کا  
 نام پایا۔ اس طرح ثم کذا ثم کذا شرح گلشن راز میں فرماتے ہیں کہ  
 نور اور عقل و روح اور ہر خفی اور نفس ناطقہ اور قلب ایک  
 حقیقت ہیں۔ ظہور کے انداز سے مراتب میں صفات کے اختلاف  
 کے باعث یہ مختلف اسماء پیدا کئے ہیں۔ ہر اسم اس کی صبغت خاص کے

اعتبار سے جو سمجھنے اور غور کرنے والے پر مخفی نہیں ہے۔ لیکن وجہ تسمیہ  
 یہ عقل یعنی عقل نام پایا جاتا اس سبب سے ہے کہ اپنی ذاتی فکر اور  
 اپنا موجد (بنایا ہو) دکھائی دیتا ہے۔ اور اشیا کا جانتے والا وہی ہے  
 اور روح کا نام دیا جاتا اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنی ذات سے زندہ  
 ہے اور زندہ کرنے والا آخر کا اور ہر اس وجہ سے ہے کہ ارباب علوم  
 (یعنی اہل دل) کے سوا اس کا ادراک کر نہیں سکتے ہیں اور مخفی اس  
 حیثیت سے کہ اس کی حقیقت عارفین وغیرہ پر بھی پوشیدہ ہے  
 اور نفس نامی اس وجہ سے کہ کلیات کا ادراک کرنے والا یعنی سمجھنے  
 والا وہی ہے اور قلب اس لئے کہ نشونات الہیہ کا منظر اور ہر لحاظ اس  
 سے ایک اثر اور خلق دوسری ظاہر ہوتی ہے۔ منقلب یعنی پلٹنے  
 والا ہے ایک صفت سے دوسری صفت پیدا اور دوسرا سبب  
 یہ کہ منقلب درمیان ایک رُوسے جو حق کی جانب ہے اور ایک  
 رُوسے جو خلق کی جانب ہے اور حق سے فیض پانے والا ہے ان  
 مراتب کے سوا معرفت میں نفس مرتبہ (ذات مرتبہ) دوسرا تصور  
 پایا نہیں جاتا ہے اور روح قدسی اور ذات واحدیت اور مقام قرب  
 اور روح مطلق اور ان جیسے اور بھی ان ہی کو نام رکھتے ہیں۔ بعض  
 عارفین چھ سے زیادہ بھی مقرر فرماتے ہیں۔

عبارت اشاعتی وحسک واحد      کل انی وکل الجمال بشیر  
 جملہ یکذات استدرما مقف      جملہ یکخرف و عبارت مختلف

نام ایک ذات ہے لیکن کئی صفتوں سے متصف ہے۔ تمام ایک حرف میں عبارت مختصہ ہے دوسرا جانتا چلے کہ یہ تمام مراتب سترہ (چھ مراتب) جو مذکور ہوئے چاہے ناقص چاہے کامل چاہے مقید خواہ مطلق یعنی نفس مقید دل مقید روح مقید نفس مطلق دل مقید کو روح مطلق خواہ از روئے فنا و بقا علمی حاصل ہو وہیں یا از روی فنا و بقا و حاکم شرف ہو وہیں تمام عہد کے داخلی مراتب ہیں یہ مراتب داخلی رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہیں۔ اور نہ مراتب داخلی حضرت ذوالجلال والا اکرام کے اس لئے کہ رسول خدا کے مراتب داخلی عہد کے مراتب داخلی سے جدا اور حق حل و علی کے مراتب داخلی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب داخلی سے علیحدہ ہیں۔

اسی بناء پر کہ محققین کا قاعدہ ہے کہ عہد کے مراتب داخلی سابقہ ترتیب سے رسول علیہ السلام کے مراتب داخلی کے مظاہر خارجی ہیں۔

رسول علیہ السلام کے مراتب داخلی حق سبحانہ تعالیٰ کے مراتب داخلی کے مظاہر خارجی ہیں باوجود اس کے حق تعالیٰ کے مراتب

داخلی حق تعالیٰ کے اور تمام مراتب داخلی عہد کے وحدت الوجود کی حیثیت سے ایک دوسرے سے عین حقیقی ہیں۔  
 ۲۔ ہمہ اتہا ہے امکانی چہ مجرد چہ جسم و جسمانی



تمام امکانی مراتب میں کیا مجرد اور کیا جسم و جسمانی  
 سمیریاں دارد و ظهور و الہام  
 سمیریت رکھتے ہیں اور ظہور  
 لیکن ایسی مراتب جو ہماری سمجھ بوجھ سے باہر  
 الاول اور حقائق کے اعتبار سے ایک دوسرے کے غیر ہیں۔  
 حقائقہ و اعلو فان کلامنا ہذا مستلزم  
 الحفظ المراتب مع تحقیق وحدت الوجود الحقیقی  
 و السلام علی من المتبع المہدی و خلی النبی عن  
 اللہ و علیٰ تحقیق وہ ہیں اور چنان کہ تحقیق ہمارا کلام حفظ مراتب  
 مستلزم ہے وحدت الوجود حقیقی کی تحقیق کے ساتھ اور سلامتی  
 ہے اس پر جس نے ولایت کی اتباع کی اور باز آیا نفس کی خواہشات سے

## کلمہ کمال جسم

جاننے جسم کشف میں جو اس کو جسم مقید کہتے ہیں۔ اپنے استعداد  
 کی تحت سے کمال کو پہنچنا اور عقل سے فاعلی مطلق ہونا شامل ہے۔  
 جیسا کہ تخم میں شجر کی تفصیلیں اور نقطہ میں مراتبی۔ جس کی تفصیل اوپر  
 گزر چکی ہے درجہ پس جب وقت معین و مقدار پہنچے۔ اپنے  
 ذاتی خواہش اور اپنی اصلی استعداد کے مطابق جس طریق سے کہ ممکن  
 ہو۔ یعنی فاعلی مطلق اللہ تعالیٰ کی مودھیت یعنی عطیات سے  
 واسطہ یا بواسطہ انسان کمال و ممکن کی عنایت و یا طاعات و عبادات

اختصار اور مختصراً جلتے کہ جسم کثیف جو ذریعہ عناصر سے مرکب جو بننا  
 اور بگڑنا جوڑ توڑ کے قابل اور دوسرے جسمانی صفات ہووے  
 اور بیماری میں چشم ظاہری سے دیکھا جائے اور ماور وید کے واسطہ  
 سے ایک عرصہ اور ایام گزرتے کے بعد پیدا ہوتا ہے اور درجہ بدرجہ  
 کمالیت اور تمامیت قبول کرے جیسے کہ مادہ خاک سے نطفہ ہووے  
 اس کے بعد علقہ اور اس کے بعد مضغہ بنے اس کے بعد ہڈیاں بننے  
 لگے بعدہ لیاں گوشت پہنے اور بعد درست بن جائے جسم کے لئے  
 یعنی تن بے جان اس کا نام رکھا جائے اور اس کے بعد روح انسانی  
 اس میں پھونکی جائے اس کے بعد شکم مادر سے باہر آئے اور چند روز طفل  
 رضیع یعنی شیر خوار رہے اس کے بعد بچہ ولد کا اس کے بعد بالغ و شاب  
 یعنی نوجوان اس کے بعد ازاں ادھیر عمر اور دو مویہ کھڑی بال یعنی سیاہ  
 و سفید ملے ہونے اس کے بعد بزرگ اور بوڑھا بعد ازاں وفات پائے  
 یعنی مر جائے پس برزخ یعنی قبر میں اترا اے۔ پس اگر خدا چاہے خاک اس  
 کو کھائے نہیں اور رالم رہے۔ حشر کے دن تک۔ اور اگر چاہے زمین  
 بن کر اور گلا ہو خاک کھایا ہو ابتداء لے پس شگوت یعنی اٹھایا جائے  
 حشر کے دن۔ الی ماشاء اللہ یعنی جیسا کہ اللہ تعالیٰ چاہے حاصل کلام  
 یہ کہ جسم کثیف عنصری کو خال وادہ علیہ حشریہ کی اصطلاح میں واجب  
 الوجود معنی میں لازم الوجود نام رکھتے ہیں یعنی روح انسانی کے تدبیر  
 اور استعمال کے لئے ظہور روح صفات اور افعال اور اس کے

مذاہمت کے سبب اور ریاضتوں اور مجاہدوں کی ہمیشگی جو اس سے مراد راہِ حق کے سلوک اصطلاحی ہوئے وہ جسم مذکور اپنی قوت سے فعل کے مرتبہ پر قید و نقص سے ہی (اطلاق اور کمال کے درجے پر پہنچ جائے۔ چنانچہ بعض اولیاء و اصفیاء سے حکایتیں اور منقول ہے کہ ایک ہی ساخت میں کئی مجالس اور محافل میں حاضر رہے اور تناول و طعام و کلام فرماتے ہیں۔ اس اطلاق جسم کے مرتبہ کو بعض لوگ سر اور جسم مطلق کہتے ہیں۔ لیکن اس مرتبہ میں اصحابِ شمال جو اہل کفر و گمراہی و شقاوت ہیں۔

اربابِ تمین کے ساتھ جو اہل اسلام و ہدایت و سعادت والے ہیں۔ شرکت رکھتے ہیں۔ جیسا کہ کش اور ام اور انجمن کے افسانے ہندی برہمنوں سے سنتے ہو۔ پس لہذا بعض عارفین اس مرتبہ اطلاق و انبساط اور کشف مراتب متعلق جسم کو عام جاننے خاص نہیں۔

اور توحید کے کمال کا مرتبہ اور معرفت حقیقی الہی کو خاص کہتے ہیں۔ <sup>عام نہیں</sup> دوسرا یہ کہ اگر کالمیں اور خاصانِ حق دنیا میں مذکورہ مرتبہ پر پہنچیں تو بہتر درجہ آخرت میں عوام و خواص بڑے دینک اور اصحابِ جنت و دوزخ کو الیقہ ضرور میسر ہو کرے گا۔ چنانچہ وعدہ و وعید کی حدیثوں سے استفادہ ہوتا ہے۔

روایت ہے کہ جنت کا کمترین جگہیں دنیا اور اس کے اس

مقدار کے برابر ہود میں پس اس ذرا سا جھوٹے حید سے عیش و عشرت  
نقصیہ و حکومت تمام اس منزل و مقام میں بغیر اجسام مبطل و  
مطلق کے کیوں کر ہادی ہووے۔

الحاصل جسم عنصری مقید جبکہ اپنے انبساط اور اطلاق کے کمال  
لوہو پہنچے یعنی فعل کی حیثیت سے مطلق بن جائے۔ قادر علی  
لاطلاق جل جلالہ و عم ذوالہ کے فضل سے اگر چاہے اپنے ایک  
بسم کو تمام عالم اجسام بنا دے ان تمام عالم اجسام کی طرف جو  
س باری تعالیٰ کے مخلوق اور محذور ہیں اور اس مرتبہ کو جسم مطلق  
عارف الوجود اور سر اور واحدیت وغیرہ کہتے ہیں۔

ایسا ہی جبکہ جسم مثالی مقید اس کا جو قلب اور دل مقید  
ہے صفا اور لطافت مرتبہ کمال اور تمام نورانیت و اطلاق اولیٰ اس  
ذات ہووے اس وقت اگر چاہے اپنے ایک دلی کو تمام عالم قلوب  
سکے۔ سوائے ان کے قلوب کے جو حضرت علام الغیوب کے  
حب مخلوق ہیں۔ اور اس مرتبہ کو قلب مطلق اور شائد الوجود  
ر نور وحدت اور مانند اس کے نام رکھے ہیں اور اس طرح جب  
مالک کی روح مقید مرقوم الصدر و اسطوں اور شرائط کے  
تھک یا بغیر اس کے انبساط اور اطلاق کے مرتبہ کمال موصول ہووے  
و وقت حضرت و امیب العطیہ جل جلالہ کی امداد و  
انت سے اگر چاہے۔ اپنی ایک روح کو تمام عالم ارواح بنا دے

سوائے ان تمام ارواح مجسمین و مجرین کے (جسم رکھنے والی اور جو جاندار ہیں) جو جاندار اور جان آفرین جل جلالہ کے پیدا کردہ ہیں اور اس اطلاق روح کے مرتبہ کو واحد الوجود اور روح قدسی اور روح مطلق اور ذات واحدیت وغیرہ کہتے ہیں۔ لاکھ شامہ (فی الاصطلاح) (اصطلاح میں کوئی زیادتی نہیں ہے) پس فہم کرو اور جانو۔

## کلمہ معرفت عبد ورب

یہ کلمہ بھی معرفت العبد والرسول اور حق کے بارے میں مخفراً جاننے کے باقتضائے مطلب ”من عرف نفسه“ فقد عرف ربه (جس نے پہچانا اپنے رب کو نفس کو پس تحقیق وہ پہچانا اپنے رب کو) کے نفس کی معرفت یعنی خود شناسی (اپنی پہچان) ایک ضروری امور ہے جو ”اذفات الشراطات المشروط“ یعنی جب شرط مر جائے تو مشروط بھی مر گیا۔ اور وہ اپنے مراتب و اعلیٰ کو پہچانے۔ مقید ہو اور مطلق جیسا کہ نفس مقید اور دل مقید اور اس طرح نفس مطلق اور دل مطلق اور روح مطلق جیسا کہ یہ تقریر سابق میں گزر چکی ہے۔ اس کے بعد

معرفت الرسول یعنی پہچاننا رسول علیہ الصلوٰۃ والتحيات یہ اعظم سعادات بلکہ افضل ترین عبادات سے ہوئے۔ اور وہ خود شاہی سے پہلے مشکل ہی مشکل ہے اور اس کے بعد آسان ہی آسان ہے۔ کاملین اور مکملین کے ارشاد اور فیض سے یعنی جیسا کہ (عبدال) میں تین مرتبے مقید اور تین مرتبے مطلق ہیں ایسا ہی ذات مبارک حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نور محمدیہ ان مکمل درود اور رحمت اور تحیت ہو تحقیق پائے اس بنا پر کہ اگر ان حضرات میں نہ ہو میرے اور تیرے ہیں کہاں سے ظاہر ہووے۔

خشک ابروئے کہ بود ذاتِ تہی      ناید ازوئے صفتِ آبِ دہی  
سوکھا ابرو جو پانی سے خالی ہے      اس سے پانی برسنے کی صفت ظاہر ہووے  
انما من نور اللہ وکل شیء من نوری۔ لیں مخلوق  
مطلق اور منظر اتم یعنی نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو عقل کل اور روح اعظم سے موسوم ہووے۔ اجمال اور کلیت کے اعتبار سے نہ کہ تفصیل اور جزئی حیثیت سے تین مرتبے تحقیق پائے ہیں۔

۱۔ ایک مرتبہ روح مطلق جو خود روح اعظم اور عقل کل ہے۔

۲۔ دوسرا مرتبہ دل مطلق جو نفس کل ہے۔

۳۔ تیسرا مرتبہ تعین مطلق جو جسم کل ہے۔

گویا کہ یہ تین مرتبے مطلق مذکور آنحضرت کے منظر اور اصل ہیں۔ اور تین مرتبے مقید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

۱۔ جو بواسطہ حضرت محمد اللہ و حضرت آمنہؑ کہ میں تولد پائے اور بعد وفات کے مدینہ منورہ میں مدفون ہوئے۔ آنحضرت کے جسم مطلق مذکور یعنی جسم کلی کے منظر اور ظل ہے۔ (جسم مقید) ۲۔ اور دل مقید آنحضرتؐ کا جو اس جسم مقید مذکور میں داخل اور سرانت اور حرکت جاری رکھتا ہے آنحضرت کے مذکورہ دل مطلق کا منظر اور ظل ہے۔

۳۔ اور روح مقید آنحضرتؐ کی جو متعلق اور تدبیر (تدبیر بنیائی والی) اور مقرف (لصرف کرنے والی) اور حرک اور مسکن (ساکن) ہے والی اور متخی (تخیلی دکھانے والی) اور ظاہر آنحضرت کے جسم مقید غمضی میں مذکورہ دل مقید کے واسطے سے ہوئے۔ وہ آنحضرت کے روح مطلق کی منظر اور ظل ہے۔ حین کا ذکر اور پرکھنا ہے۔ بلکہ روح مطلق آنحضرت جو مرتبہ تولد میں پہلے مذکور ہوئی ہے در نفس الامری یعنی حقیقت میں منظر اصل ہے۔ اور تمام عالم ارواح مظاہر خارجی اور اس کے ظلال ہیں۔ اس طرح جسم مطلق مذکور آنحضرتؐ کا منظر اور اصل ہووے اور تمام عالم اجسام مظاہر خارجی کے اور اس کے ظلال ہیں۔ ایسا ہی جسم مطلق مذکور آنحضرت کا منظر اور اصل اور حلقہ عالم اجسام مظاہر خارجی اور اس کے ظلال ہیں۔

جانتے کہ اس باب میں اگرچہ تفصیل اور طوالت کے ساتھ میں

بیان کر سکتا تھا لیکن کوتاہ اور مختصر کرنے میں مصلحت جانا۔  
 پس رسول شناسی کے بعد حق شناسی زیادہ قریب کا طریقہ اور  
 حصول آسانی میسر ہووے وہ بھی حق سبحانہ تعالیٰ کے مراتب  
 داخلی کو پہچاننے سے مراد ہے مطلقاً و مقیداً تین مطلق اور  
 تین مقید۔ لیکن تین مطلق

۱۔ ایک احدیت جو کالبعین اور در اول و راغب الغیب اور عدم  
 العدم ہووے۔ اور وہ ذاتِ بخت اور وجود صرف اور نہیں  
 پاتا ہے مطلقاً۔

۲۔ دوسرا مرتبہ وحدت جو تعین اول اور حقیقت محمدی اور برزخ  
 کبریٰ ہے اور وہ پاتا ہے اجلاً (مختل طور پر) کہ من ہتم (میں ہوں)  
 یا صلت ہتم (ہوں میں)

۳۔ تیسرا احدیت جو تعین ثانی اور حقیقت الثانی ہے اور وہ  
 پاتا ہے تفصلاً کہ منم جنس جنات (کہ میں ایسا ولیا ہوں)  
 لیکن تین مقید ۱۔ حقائق ارواح ۲۔ حقائق قلوب ۳۔  
 اور حقائق اجسام ہے۔ جن کو اعیان ثابۃ اور صور علمیہ نام رکھتے  
 ہیں۔ اگرچہ تین مرتبہ مذکورہ اعیان خارجہ کی نسبت سے  
 اور علم قدیم الہی پر نظر کرتے ہوئے مطلق ہیں۔ لیکن احدیت  
 اور وحدت و واحدیت کی نسبت سے مقید کہے گئے ہیں۔  
 اس لئے کہ یہ تین مرتبہ ذات و صفات حق کے ہیں اور یہ



یہ تینوں مرتبے ذاتیں اور صفاتِ خلق ہیں علم الہی میں  
پس ذات و صفات حق کو فوقیت رتبہ ہودے (رتبہ میں  
اوپر ہونا) اور ذات و صفاتِ خلق کو تحت رتبہ میں  
نیچے ہونا ہے) پس ان ہی دو وجہ سے ان کو مطلق اور ان کو مقید  
ہم نام دیئے ہیں۔

پس بعد پہچانے حق تعالیٰ کو۔ اور پہچاننا رسول علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کا اور پہچانتا خیر کی جن طریقہ پر کہ مذکور اور مرقوم ہوا ہے  
والتبتن یعنی جاننا اور پہچاننا نسبتی کا جو خدا اور رسول کے مابین  
تحقیق پایا ہے اس کو علم رشتہ کہتے ہیں اور جملہ واجبات اور انقضائے  
سے ہودے اور وہ مکمل پیر کامل کے یقین اور ارشاد پر موقوف ہودے  
علم مذکور کے فوائد اور منافع سے ایک یہہ ہے کہ تینوں معرفت کی  
تحصیل اور تحقیق کے بعد جو مقید اور عام ہودے۔ مطلق اور  
خاص بن جائے۔ اور وہ مرشد کامل الامداد و عارف جامع للاصدا  
(صندوق کو جمع کرنے والے عارف) سے قال صحیح کے سننے پر موقوف  
ہے کہ

خذ العلم یا فتواک الحیل لا من الدفاتر  
والصنائف (یعنی حاصل کر علم کو منہ سے مرد کے (مرشد کامل)  
نہ کہ دفتر و ل اور محفول سے جبکہ علم الیقین مذکور پیر کامل حاصل  
سے حاصل ہو) طالب کو چاہئے کہ وقفاً فوقتاً راہ توحید حقیقی میں

گوش کن از ہوش می گویم ترا  
 تو ہوش رکھ کر سن جو میں کہوں تجھ کو  
 طاعتِ محبوبہ برحق برشناخت  
 محبوبہ الہی کی عبادت برحق ہے لیکن شناخت  
 پر (جن کی عبادت کہتے ہو اس کو پہچانا چاہئے)  
 کئی تحقیق باشد شش اوئی  
 اس کی تحقیق پہلے پہل کب ہو دے  
 باشد شش یہ شناختن زان حیثیت  
 اس کو اس حیثیت سے پہچانا چاہئے  
 افرید این جملہ عالم را زلا  
 جو ان تمام عالم کو پیدا کیا لفظ لای یعنی لا الہ  
 مشترک بین المحوام و المحو اقص  
 عوام اور خواص کے درمیان یہ پہچانت مشترک ہے لی جلی ہے  
 این شنا سائی ست بے سہو و خطا  
 یہ ایسی پہچانت ہے کہ بغیر سہو اور خطا کے ہے  
 ہم چہانت باز می باید شناخت  
 الیا ہی تجھ کو پھر پہچانا چاہئے  
 صورت ایجاد اشیاء کل صفا  
 تمام اشیاء کے ایجاد کی صورت کو

خفی سے مشغول رہے۔ اس سے مراد اس علم کے عمل سے ہے۔ یہاں تک کہ علم الیقین اور حق الیقین پر فائز ہوئے پس فہم و غور کریں اور عمل کریں۔ اور وصل پائے۔

## تظم مولف

شہ مراد حق ز خلق ماعدا  
حق تعالیٰ کی مراد بے شمار خلقت سے اپنی  
معرفت۔ آنکہ عبادت عابد  
معرفت ہے وہ معرفت بھی عابد کی عبادت ہے  
یہ عبادت داں مقدم معرفت  
عبادت پر معرفت کو مقدم جان  
نہ انکہ گفت اجبت ال اعرف خدا  
اسی لئے حق تعالیٰ فرمایا اجبت ان اعرف یعنی

کنت کم نرا مخفیاً حاجبت ان اعرف  
فخلقت الخلق۔ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ مجھے  
شوق ہوا کہ پہچانا جاؤں۔ پس میں نے خلق کو پیدا کیا اس لئے  
عبادت سے پہلے معرفت الہی چاہئے۔

حجت است این عقلی و نقلی دلیل  
یہ عقلی اور نقلی دلیلیں ایک حجت ہیں

یہ طریق گو خود آید در ظہور  
 اس طریقہ پر گویا وہ خود ظہور میں آئے  
 باللباس صورتہ شان دامن  
 انکی (یعنی شئی کی) صورت کے لباس میں دائم  
 خوال ہوا الظاہر فی قرآن مجید  
 قرآن مجید سے ہوا الظاہر (دہی ظاہر) پڑھ  
 گرد لیے ہایدت زیں دعا  
 تجھ کو اس دعا کے لئے اگر دلیل یعنی ثبوت چاہے  
 از خواص حق اخص وارند و لیں  
 حق کے خواصوں کے لئے مخلص ہے اور لیں  
 غیر شان راہی شناسائی کجیا  
 انکے غیر یعنی غیر خواص کو یہ پہچانت کہاں ہے  
 یاز اشماسی کہ بر شکل جہاں  
 پھر پہچانے تو کہ عالم کی صورت پر  
 ظاہر آمد ایند نیچوں جہرا  
 ظہور ہوا ہے ایند (یعنی حق تعالیٰ بے چوں و چرا کے  
 محض از بہر ظہور عالم است  
 صرف عالم کے ظہور کے لئے ہے  
 این ظہور صالح عالم نما  
 صالح عالم نما (عالم کو دکھانے والا قادر مطلق کا یہ ظہور)

بابت دانی کہ ظہور خلق کرد  
 پھر جانے تو کہ خلق کو کس نے ظاہر کیا ہے  
 بہر عرفان و عبارت خویش را  
 اپنے عرفان اور اپنی عبادت کے لئے  
 وَهُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدْهُ  
 وہ تمام اشیاء کا خالق ہے پس تم اس کی عبادت کرو  
 اِنَّ قُرْآنَ مَارِ اِنِّی دَادَهُ بِشَا  
 قرآن شریف سے ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے  
 قدر عرفان و عبادت میں کمال  
 اس عرفان اور عبادت کی قدر کو اے کمال  
 زمین بیاں بشتاس می آرش بجا  
 اس بیان سے پہچان اور اس کو بخلا  
 قول حق شاہ میر است این کلام  
 شاہ میر کا یہ کلام قول حق ہے  
 والسلام علی من المتبع الهدی  
 اور سلامتی ہو جس نے کہ اتباع کی ہدایت پائی

## کلمہ قال صحیح

ایک معروف و مشہور قطعہ کے معنی میں جو کتاب گلستانِ سعدی شیرازی قدس سرہ میں مرقوم اور مسطور ہے۔ اس بحرِ دِ تصور کے معترف کے معلومات اور مقدور کے مطابق تشریح ہے

گل خوشبوئے درِ بھام روزے  
ترکیب تو صیفی ہے اضافی نہیں۔ یعنی خوشبو رکھنے والی مٹی  
اس سے مراد وہ قالِ صحیح ہووے جو حالیِ صحیح کے عین ہو اور  
حام سے کتابِ دنیا کا ایک خلوت خانہ کہ جس میں مرشدِ مسترِ تدبیر  
مرید کو توجہ فرمائے۔ اور اس سے مولیٰ تعالیٰ کی عشق و محبت  
کی گرم چوشتی اس کے دل میں پیدا ہو۔ ایک روز یعنی اُس روز جب  
کہ میں لشیخِ کامل سے بیعت کر کے داخلِ طریق ہوا میں اور ان کی تعلیم  
و یقین ارشاد کے قابل ہوا ہوں۔

رسید از دستِ محذو جی بدستم

اور دوسرے نسخوں میں بجائے محذوئے محبوبے ہے۔ یعنی  
رسید از دستِ محبوبے بدستم۔ دونوں کا ماحصل ایک ہی ہے  
گویا کہ مرید صادق اور مضبوط طالبِ کتبہ ہے کہ ایک محذوم یعنی

بزرگ کے ہاتھ سے یعنی مرشد کی زبان سے میرے ہاتھ میں لیجئے  
 میری سماعت میں پہنچا۔ قول اور صدق کلام ان کا ہ  
 بدو گفتیم کہ مشکلی یا عنبری کہ از بوسے دلاویز تو مستم  
 ترجمہ :- اس سے میں نے کہا کہ تو مشک ہے یا عنبر ؟ کیونکہ تری  
 دلاویز (دلپند) بوسے میں مست ہوں جانتے کہ کلام لفظی  
 اگرچہ مثلاً اودیان اور دوسرے مخارج سے وہ تعلق رکھتا ہے ۔  
 لیکن بوسے خوش جو اس کے معنی اور مفہوم کی طرف اشارہ کرتا ہو سرت  
 اور دل و جان کی تازگی کا سبب اور روح رواں کی مستی اور  
 سرشاری کا باعث ہو سکے۔ پس طالب حق اور عاشق ذات مطلق  
 کہتا ہے کہ میں اپنے مرشد کے قابلِ صحیح کے متعلق جو ان کا لفظی ہے  
 میں نے پوچھا کہ المنة للہ واحسان اس باری تعالیٰ کا آپ کے  
 مبارک و بابرکت وسیلہ سے محبوب حقیقی و مطلوب معنوی  
 حل ذکر کے وصال اور اتصال کی خوشبو (تاثیر جو ہوتا رہا) مرے  
 دماغ میں پہنچی۔ اور مقام نفاذ اللہ و بقا باللہ کہ اس کو حال  
 مطلق و ذکر حقیقی اور عبادت دائمی اور توجید حقیقی اور معرفت  
 یقینی کہتے ہیں مجھ کو آپ کے بزرگ وسیلہ سے حاصل اور میسر  
 ہو اور یہ معنی یعنی یہ بات عجیب سے عجیب تر ہے جو کسبِ عمل  
 اور ریاضت و مشقت و مجاہدہ و مکاہدہ کے بغیر فقط مالِ صحیح  
 کے سننے سے مجھ کو حاصل صحیح حاصل ہوا۔ پس قابلِ صحیح مرشد کا مجھ

مستشرق (مربد) کے سوال کے جواب میں ۛ

گفتہ من کل ناچیز بلودم ، لیکن ندتے باکل کشتم  
توجہ - کہا میں ایک ناچیز مٹی تھا۔ اور لیکن ایک مدت  
گلی کی صحبت میں بیٹھا رہا ناچیز اس لئے کہا کہ قال صحیح جو کلام  
لفظی ہے۔ اس سے مراد حروف و اصوات یعنی آوازیں ہیں  
جو اعراض پسند ہیں (اعراض منہ پھیر لینا) الغرض لایبقی  
زمانین۔ عرض کے لئے گویا زمانے قائم نہیں۔

قال فی الصاید الجامی قدس سرہ

قائد الجامی قدس سرہ نے فرمایا ہے ۛ

حرف و صوتا کہ نو جو حادث میشود نیست چوں دو الالیت  
حرف اور آوازیں جو کہ نئے پید ہوتے ہیں جیسے دوڑتے ہیں رک رک کر اور زینت ہوتے ہیں  
بائداں پیش عقل خردہ تناس مر کلام قدیم زر چو لباس  
وہ یا ایک میں عقل یعنی نکتہ تناس کے پائے ہیں خاص کلام قدیم کے لئے مانند لباس کے جو لباس  
ہاں یہ ہے کہ جب کہ کلام لفظی جو حروف اور آوازیں ہیں تمام اعراس  
اور محدثات (نئے پیدا از خود قائم نہیں) سے ہیں۔ میں جو  
گل ناچیز رنگ کو ذیر کے ساتھ (یعنی اپنی ذات سے موجود نہیں  
ہوں اور عرض و حادث ہوں۔ باگل گ کو پیش سے یعنی (جمل)  
کے ساتھ (جو کلام نفسی حق سبحانہ تعالیٰ کا ہے اس کی صفت قدیم  
اور باقی ہے) اس سے مراد ہے اظہار مکوفات (یعنی منشاء و حقیقت)



و مخزومات (ارادہ ہلے محقق) معلومات الہی کے اور مشہودات  
مشاہدہ میں آئی ہوئی اس باری تعالیٰ کے ہیں ازل سے ربط اور  
تعلق مانند لگانہ بین سے بیگانہ ہیں کے ساتھ رکھتا ہوں بلکہ وہی  
کلام نفسی حق تعالیٰ کا ہے جو کلام نفلی کے اس کے ساتھ عارف

متبہس ہوا ہے۔ اسی بنا پر کہل ہے۔ ۶

کمال مہم نشین دا من اثر کرد

ہم صحبت کا کلام میرے میں اثر کیا

کمال مہم نشین وہ ہے جو فقط قابلِ قیام کے سننے سے سامع کو حال

دائمى مطلق حاصل ہووے جو اس مراد غیریت کے خیال کا رفع

ہو تا وہم دوئی کا رفع ہو نا ہے جیسے کہ حدیث قدسی میں آیا ہو ہے

”دع نفسك فتعال الحادع وهم غيرك“

پھوڑا اپنے نفس کو گالیں آجا اور چھوڑتے وہم غیر کو

شعر

وصالی اینجائیے فتح خیال است جو غیر از پیش بر خیزد و حالت

وصال یہاں یہ کہ ایک خیالی کو رفع کرنا ہے جب غیر سامنے سے اٹھ جائے وہی صال ہے

شعر

قرب بے بالادستی رفتن است قرب حق از قید ہستی رستن است

قرب بغیر بلندی دلپستی کے جاتا ہے قرب حق ہستی کی قید یعنی اپنی خوری سے نکالنا ہے

تشعر

وگرنہ من صماں خاں کہ ہستم  
 اور اگر نہیں تو میں وہی خاک ہوں جو ہوں میں  
 اس حیثیت سے کہ درمیان لفظی و نفسی کے جو فرق ہے یہ عزیمت  
 و جوہریت اور حادث اور قدیم چوں اور بیچوں ہونا رفت  
 اور بقا کمال اور زوال بنایا جانا اور نہیں بنایا جانا۔ اور اس جیسے  
 جو فرق ہے ظاہر اور روشن ہے جیسا کہ گل و گل۔ لطافت اور کثافت  
 اور مثل اس کے فافیم و اعلم۔ پس فہم کرو اور جانو۔

## ۲۶ کلمہ وجود سیر

مجھ کو تاہ سمجھ کے خاطر میں گزرتا ہے کہ قولہ تعالیٰ  
 مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنْ اَحَدِنَا  
 اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ یعنی جو کچھ  
 پہونچے تجھ کو حسنہ اور نیکی سے خدا تعالیٰ سے ہے اور جو پہونچے  
 تجھ کو سیئہ یعنی بدی تیرے نفس سے ہے۔ گویا کہ آئیہ کریمہ  
 کے ظاہری معنی کے ثبوت کے بعد اس کی پسندیدہ توجہ معتقد  
 کی تفسیر وں میں صراحت اور تشریح کے ٹکٹے ہیں۔  
 احتمال ہے کہ حسنہ سے مراد وجود اور اس کے توابع ہوں مثلاً

حیات اور بقا، علم و ارادہ۔ قدرت و سماعت اور کلام اور مانند  
اس کے صفات کمال سے جو کہ وجود مطلق کے ذاتیات سے ہر  
اور سیئہ سے مراد عدم اور اس کے توابع ہو دیں جو نقصانات حسیہ  
موت اور فنا اور جہل اور اضطراب و بخل اندھا۔ بہرا۔ اور گونا گون  
اور اس کے مانند نقص و زوال کے صفات سے جو عدم کے ذاتیات  
ہیں۔ ماعتد کو یفقد وما عندہ حللہ  
بقیہ۔

ترجمہ :- جو تمہارے نزدیک ہے وہ آخر ہو جائے (ختم  
ہو جائے) اور جو اللہ کے نزدیک ہے وہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔  
اس سے خبر دیتے ہیں اور نیز رہائی مولوی جامی قدس سرہ الثانی  
کمال معقول کی تائید میں ہے

## ریاعی

یہ کہ جو دوسیر کر رہا ہے استدل  
میدان پہ تعین کہ محض خیر است اے دل  
پس شجر معہ مقتضائے خیر است اے دل  
از شر عدم بود عدم غیر وجود

ترجمہ

اے دل جس جگہ جو دوسیر کیا ہے  
یقین کے ساتھ جان کہ محض خیری خیر ہے  
پس شجر غیر کے اقتضائے (چاہت) کے بقول  
جو شر ہے وہ عدم سے ہے اور عدم کو جو دوسیر  
جانتا چاہئے کہ رقم شدہ آیات کریمہ کا مضمون ریاضی پر از ہدایت

کے مضمون کے مسئلہ تجد و امثال کو ثابت کرتا رہا ہے۔ جو اہل حقانیت  
 رضی اللہ عنہم و عرضا ہم غنی کے دقاتق سے ایک دقیقہ ہے  
 (دقیقہ لطیف باری کی)

## کلمہ علم و عمل<sup>۲۴</sup>

خاصانِ اُمت اور رؤسایا ملت علیہ الرحمۃ والیحۃ (اُن پر  
 رحمت الہی اور سلامتی پہنچاتے ہیں کہ علم دین دو قسم پر تقسیم پایا  
 ہے۔ ایک وہ علم ہے جو عینِ عمل ہو اور دوسرا وہ عمل ہے کہ غیر  
 عمل ہووے۔

اول کا تعلق اصل سے ہے اور دوسرے کا ربط فرع سے  
 ”اے عزیز پر تمیز انصاف کی نظر سے دیکھ۔ انصاف  
 دیکھ اس تحقیق کی بنا پر قسم اول علم باطن اس کا حاصل  
 کرنا مرشدِ کامل کے قائل صحیح پر موقوف ہووے کہ اس  
 سے مطلق مالِ صحیح حاصل ہوتا ہے حالِ صحیح مقید  
 پر کہ اس کا حصول ذکر و شغل مقید پر موقوف ہووے  
 (آہ) کس قدر فوقیت اور زیادتی اور ادنیٰ پن اور  
 افضلیت دی گئی ہے۔“

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم - فضل العلم خير من افضل العبادات - علم کی فضیلت بہتر ہے عبادت کی فضیلت سے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فضل العالم على العابد كفضل علي ادناكو - فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی کہ میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ پر۔  
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم العالم في قوميه كالبنی فی امتہ - فرمایا عالم اپنی قوم میں گویا بنی ہے اپنی امت میں۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خلیل العمل مع العلم کثیر وکثیر العمل مع البہل قلیل - فرمایا محوڑا سا عمل علم کے ساتھ وہ کثیر یعنی زیادہ ہے اور زیادہ عمل جہل سے ناواقفیت سے وہ محوڑا ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقیہ واحدٌ اشدُّ على الشیطان من الف عابد فرمایا ایک فقیہ (یعنی علم فقہ کا عالم) شیطان پر زیادہ سخت ہے ہزار عابد سے۔

قال العلم شیئٌ لطیفٌ لا یعطى الا العبد

اللطیف - فرمایا علم ایک لطیف شئی ہے غطا نہیں کیا جاتا مگر  
لطیف بندے کو۔

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَتَبَهُ الْعِلْمُ أَعْلَى  
الرَّتَبِ - علم کا رتبوں سے اعلیٰ رتبہ ہے  
وَعَنْهُ مَجْلِسُ الْعِلْمِ وَرُضْنَةُ الْجَنَّةِ - اور  
انھیں سے ہے - علم کی مجلس جنت کا بابا غنچہ ہے  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَتِمُّهُ  
الْمَعْرِفَةُ خَيْرٌ مِنْ كَثِيرِ الْعَمَلِ تَهْوِثُ سَيِّئِ  
مَعْرِفَةٍ يَهْتَرِجُ غَمَلٌ كَثِيرٌ  
وَعَنْهُ أَيْضًا وَأَنَّ انْخَبَاسَ سَيِّئِ

أَطْلَبُ الْإِدْبِ أَوَّلِيَّ مَنْ طَلَبَ الْإِدْبَ  
ادب طلب کر یہ اولیٰ ہے زرد سونا طلب کرنے سے  
قَالَ الْمَجْنُونُ قَدْ اسْتَعْرَاقَ الْوَجْدُ  
فِي الْعِلْمِ خَيْرٌ مِنْ اسْتَعْرَاقِ الْعِلْمِ فِي الْوَجْدِ  
علم کے ذوق میں محو ہونا بہتر ہے علم کو ذوق میں محو کرنے  
سے - لَا عِبْدَ الْخَمُورِ يَرِيدُونَ شَأْنًا لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مَوْكِبٌ يَأْتِي قَدْ اسْتَعْرَاقَ  
اس قول کے معنی میں لکھے ہیں۔

یعنی محو ہونا اور ملاکت پانا وجد کا علم میں اور مغلوب ہونا  
وجد کا علم کے لئے بہتر ہے۔ ملاکت کا وجد میں اور مغلوب

ہو تا علم کا وجود میں۔ حال یہ ہے کہ علم کا غالب رہنا وجودِ حال پر بہتر ہے  
وجودِ حال کا علم پر غالب ہونے سے انتہا پس چاہئے کہ قابلِ صحیح کو سہ سہری  
(بے غور و تامل) نہ سمجھے اور حالِ مفید کی خیریت میں اس پر اندیشہ نہ کرے  
یا عاشقانِ علیہ الرحمۃ والرضوان کے لئے کتابِ گلستانِ (سعدی) میں کیا  
عمدہ فرمائے ہیں۔

صاحبِ پیرِ مدرسہ آمدِ خالقہ  
ایک ولی صفت بزرگ خالقہ چھوڑ گئے  
لنگتِ عہدِ صحبت اہل طریق را  
میں آگے اہل طریقت سے عہدِ صحبت کو قطع تعلق کیے  
مدرسہ وہ ہے کہ جہاں علم سیکھنا و سکھانا جاری رہتا ہے۔ خالقہ وہ مقام  
جہاں اہل طریق درویشوں کے ذکر و شغلِ مراقبہ و مشاہدہ کے لئے  
مقرر ہے۔

گفتہ میاں عالم دعا بدچہ فرق بود؟  
میرنے پوچھا عالم اور عابدین کیا فرق تھا  
تھا اختیار کردی درانہ این طریق را  
کیونکہ تم نے اس سے برطرف ہو کر اس طریقے کو اختیار کیا ہے  
گفتہ آن کلیم خویش بیرون می بروز موح  
کہا وہ یانی کی لوٹ سے اپنی ہی مکملی کو آپ بجا لیتا ہے

وہیں جہد می کنند کہ بگیر و طریقی را  
اور پس اور یہ کوشش کرتا ہے کہ یاد دہتے ہوئے کو پکڑ کر بچا

عابد صرف اپنا بچاؤ آپ کو لیتا ہے نہ ہر عبادت صرف اپنی نجات

کے لئے ہے۔

عالم اپنے علم سے دوسروں کو ہدایت پہنچا کر سیدھے راستے پر لانے اور گناہوں سے نجات پانے والا بناتے ہیں۔ اور اسی مذکورہ معنی میں سید عبداللطیف مرحوم و مغفور المعروف مشہود نجی الدین صاحب ساکن دیور اپنے رسالہ مسمیٰ (لطائف لطیفی) میں تحریر فرماتے ہیں وہ یہہ ہیں۔

لطیفہ

اے عزیز طالب کو دو طریقہ سے راہ دکھا سکتے ہیں عشق اور عقل  
طریق عشق ذکر و شغل میں کٹتی ہے اور اس کا نتیجہ توحید علمی ہے۔  
اے عزیز مقیدات میں شغل و ذکر کرنا نتیجہ کا لقب کا دیوے  
اور مطلقات میں اشغال کرنا نتیجہ اطلاق کا اور اسی واسطے مقیدات  
میں خوف ذوالی ہے اور مطلقات میں نہیں۔

لطیفہ

اے عزیزہ حجابہ اور مکاہدہ اور مکاسیہ (جہد کرنا)۔ خود کو  
گھسانا۔ اور کسب یعنی محنت کرنا اور دشوار ریافتیں یہہ مراتب  
وجودی کے فعل پر موقوف ہیں نہ مراتب علمی کے لئے کیونکہ مراتب  
علمی فعلیت کی تحصیل میں حجابہ و مکاہدہ کام نہیں آتا ہے  
بلکہ وہ مرشد کامل کے قال صحیح پر موقوف ہے اور مراتب وجودی کے  
معاہدات ہجرت۔ معاہدات مراتب علمی معطل (بیکار) ہیں۔



اگرچہ یافتہ حق نتیجہ ثانی ہے نہ اول اور مراتب علمی معاملات بجز مراتب وجودی معاملات کے کفایت کرتے ہیں کیونکہ اسی سے مقصود حاصل کر سکتے ہیں۔

دوسرا بجائے کہ رسولوں کا ارسال اور کتابوں کا نزول کشف مراتب علمی ہے۔ پس یہ مرتبہ خاص ہووے۔ اور مراتب وجودی کے کشف میں اہل سند رحمۃ اللہ علیہ بھی مشابہت اور مشارکت رکھتے ہیں پس یہ عام ہووے۔ والسلام علی من التبع للہدیٰ اور سلامتی ہوا کسی پر جس نے تالبداری کی اور ہدایت پائی۔ قال فی شرح العقائد (کتاب شریعت الاسلام کی)

بداں کہ عابد بے علم و زائد نادان  
جان تو بے علم عابد اور نادان زائد  
خرخر اس بود بلکہ سخرہ شیطان  
کو لھو کا گدھا بلکہ شیطان کا بیگار ہووے  
وگرنہ عمر تو یہ کیفیت بیش دانی نسبت  
اگرچہ تیری عمر جانے کہ ایک ہفتہ سے زیادہ نہیں ہے  
بحکم فقہ نماز اشغال اے نادان  
علم فقہ حاصل کرنے میں شغل رکھ اے نادان  
یہ امت اذان کہ گزاری ہزار رکعت نقل  
تو ایک ہزار رکعت نقل گزارنے سے یہ بہتر ہے

وقوف مسئلہ ماز علم دینی حان  
 کہ ہمارے علم دین کے ایک مسئلہ سے واقفیت رکھنا یاد رکھ  
 یہ موج بحر برآر دیکھم خود عابد  
 دریا کی ٹوٹ سے عابد صرف اپنی کسلی کو بچائے  
 کہ دستگیر عزیز عالم از طوفان  
 عالم طوفان سے ڈرتے ہوئے کا ہاتھ پکڑ کر نکالنے والا ہے  
 میان عالم دنیا و عالم عقبی  
 دنیاوی علم کا عالم اور عاقبت کے علم کا عالم کے درمیان  
 جو فقہ سترہ نامہ سرہ بود شتان  
 جیسے کہ کھری اور کھوٹی چاندی میں بہت بڑا فرق ہے  
 جو است عالم باللہ ز عالم احکام  
 عالم احکام سے عالم باللہ بہتر ہے حکمرانی علم کا عالم علم کیا  
 بود مشاہدہ را بر خبر لے رحمان  
 ہووے مشاہدہ پر خبردار بلکہ اس فرق زیادہ مائل ہے  
 مباشرت غرہ ایا عالمی کہ بے عملی  
 مت ہو معز و مد اپنے علم میں اے عالم تو کہ بے عمل ہے  
 کہ مسیح کار منہاید بدون جہلہ کمال  
 کیونکہ کوئی کام نہ آئے بغیر تیرے صرف کمال

مثالِ عالمِ گمراہ چو کشتی باشد  
 عالمِ گمراہ کی مثال اس کشتی جیسی ہے  
 کہ گشتِ غرق و خلقِ ہلاک شد با آن  
 جو غرق ہو گئی اور ایک خلقت اس کے ساتھ ہلاک ہو گئی  
 آشد الالاس عذاباً بود ہر آن عالم  
 لوگوں کے لئے سخت عذاب ہے ہر وہ عالم  
 کہ حق ندارد از علمِ خودش بدون زبان  
 کیونکہ کوئی حق بات نہیں رکھتا ہے اپنے علم سے وہ سوائے نقصان  
 چو ہست آئینہ علم را عمل صیقل  
 جبکہ علم کے آئینہ کے لئے عمل صیقل  
 نماید رُخ جمعیت و صفائی جان  
 اطمینان قلبی کی صورت دکھائی دے تجھ کو اور روح کی صفائی  
 ز شہرِ شہرِ کئی دفع یا سلام از خود  
 شہرِ نفس کی شرارت دفع کرے تو اپنے ہی ہتھیار سے  
 یہ ہمیشہ بے حرکت جوارح و ارکان  
 اس کے صحرا دینِ اخفاء و جوارح کی حرکت کے بغیر  
 چو از حرارتِ صغرا ہست بیماری  
 جبکہ صغرائی حرارت سے ہے بیماری  
 شکنجیں شہد و کشکارا بنیش در آن  
 شکنجیں اور شہد اور آتش جو اس کا علاج جان

ولیک تا نخوری و نوازی استعمال  
 اور لیکن جب تک تو اکو نہ کھائے اور استعمال نہ کرے  
 بود ز آتش تنہا زوال آں مکان  
 فقط اکی گرمی ہی سے اس کا زوال یعنی نقصان ہو سکتا ہے  
 ہزار رطل اگر چند بادہ پیمانی  
 ہزار رطل با چند پیالے شراب کے تو ناپیا ہی رہے  
 ولیک تا گئی نوش کئی شود مسکران  
 لیکن جب تک اس کو تو نوش نہ کرے اس کا خمار کسے حاصل ہو  
 ہزار مسئلہ علم خوانی و دانی  
 ہزار مسئلے علم کے تو پڑھے اور جانے  
 بوفق آئینگی مگر غفلت و غمیرون دانی  
 اگر موافق اس کے عمل نہ کرے تو اپنے کو یہی جانے پڑے پہلے سے ہے  
 بہ جواب دید کسے مرجعید را پر سید  
 کسی نے حضرت جنید بغدادیؒ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا  
 کہ چیست حال تو اے سید خدا بیستان  
 کہ آپ کا کیا حال ہے اے خدا کو دیکھنے والوں کے ہزار  
 عبادت و طاعت اشارہ کردہ مگر  
 ایک ساعت عبادت و طاعت کی طرف اشارہ کئے مگر

بہ خوفِ شب شدہ رکعات چند نفع رساں  
 خوفِ الہی سے شب کی چند رکعتیں فائدہ پہنچائیں  
 مراد ماکہ ازیں علم۔ عمل غیہر عمل  
 ہماری مراد اس علم سے علم بے عمل ہے  
 بے علم عینِ عمل بستہ بہ زبانِ بیان  
 علم عینِ عمل کی تعریف سے زبان بند رکھنا بہتر  
 کیونکہ اس کی تعریف سے زبان قاصر ہے  
 کلامِ حضرت شہبیر جامع است کمال  
 حضرت شہبیر کا کلام تمام کا جامع ہے لے کمال  
 میانِ وحدت و ہجر و جہالت و عرفان  
 اصل اور جدائی اور جہالت (نا معلوم) اور عرفان کے درمیان

## کلمہ کشف ہر وحدت

وحدتِ مطلقہ کے اقرار کے کشف میں۔

جانتا چلیے کہ صوفیہ علیہ الرحمۃ والتحمیۃ کے فرقہ نے وحدتِ مطلقہ  
 کے معنی یوں فرمائے ہیں۔ ایک ذاتِ حق سبحانہ کی اپنے صفات کے  
 ساتھ موجود ہے

اور دوسری ذات اپنے صفات کے ساتھ معدوم۔

اس کو تاہ سمجھ و قاصر کے خیال میں ایسا گزرتا ہے کہ۔ پہلے  
 فقرہ کا مفہوم یعنی "ایک ذات حق سبحانہ تعالیٰ یا صفات خود  
 موجود ظاہر ہے بغیر شبہ کے تحقیق پائے کہ سوال و اشکال کا اس  
 میں ہونے کے مجال محال ہو دے۔ یعنی ذات حق وجود محض ہے جو  
 عدم نہیں رکھتی ہے اور صفات حق وہ کمالات جو نقصان نہیں  
 رکھتے۔ مثلاً واجب ہونا اور قدیم ہونا اور حیات و علم و ارادہ  
 و قدرت سمح و بصر و کلام اور حیات بخشی اور موت دینا اور اس کے  
 مانند اس کا حاصل = لا موجودہ الا اللہ ہوا۔

وَقَسَّ بِكَتْ  
 وَقَسَّ بِالْخَيْشِ

کنز العرفان حضرت غوثی شاہ قدس اللہ سرہ کے نعتیہ کلام طبعیات غوثی کا ایک ورق  
(دو نعتیں) عشقِ بنی ۳

رویا میں، نظر زلفِ محمد پر پڑی ہے	جنت میں کہیں اب میری تقدیر پڑی ہے
کلمہ سی عشقِ نبوی موتی ہے واغطا؟	دیوانہ یہ ہے تو میری لکھی میں پڑی ہے
تصویر سے کیا کام ہے عشاقِ بنی کو	صورت یہ ہے دل کے کفن میں جڑی ہے
جولفتِ الفت ہے میرے دل پر ہے پوچھو	آتشِ مزہ جنتی کہ یہ چوٹ کر دی ہے
دیکھو تو ذرا مر نامر عشقِ بنی میں	سہ کار بھی میں موت بھی دامن کی گھڑی ہے
ہر سال میں احمد کی صدا اُٹھتی ہے لے	والدینہ نایاب میرے دل کی گھڑی ہے
جاں غوثی نے دی آنِ حق عشقِ بنی میں	آہی سی آہے بات مگر دھوم مٹی ہے

سیرِ صوبہ ۹

خدا کے پاس کیلئے ایک ہمو ہے	جو کچھ بھی ہے نبی کے روبرو ہے
اسی کے جلوے میں دونوں جہاں میں	تجلی یار کی ہی چار سو ہے
احد کو پردہٴ احسد میں دیکھا	خدا کا شکر نکلی آرزو ہے
نہیں ہوں میں نہیں ہوں میں نہیں ہوں	میرے مولانا جلوہ ہے تو ہے
نکلے یار کو اب ڈھونڈھ کر ہم	وہ ہم میں ہے ہمارے روبرو ہے
محمد پر خدا سو جانے میں	یہ میرے یار کے کس جو پہلو ہے

نہیں غوثی کو ہستی اور انا بھی

یہ نقشہ یارِ کل ہے تیرا ہے

”تقدیس شعر“ کا ایک درق مصنفہ حضرت مولانا صحو شاہؒ

## کیف عشق

میں عاشقِ احمہوں جنوں ہوں نہ سودائی  
یہ دولتِ بے پایاں تقدیر سے ہاتھ آئی  
دلِ دردِ محبت سے بھر پور ہے یوں جسے  
اک موج کے دیتے ہی اک اور ابھر آئی  
عالم و تصورِ کالیوں دل میں جمایا ہے  
جس سمت نظر ڈالی صورت وہ نظر آئی  
وہ ہوں گے جہاں ہوگی اک انجن آرائی  
ہم ہوں گے جہاں ہوگی تنہائی میں تنہائی  
کیا دل سے کوئی کھیلے جب جان پہن آئی  
کیا خوف ہو ذلت کا اور کیا غمِ رسوائی  
وہ محفلِ انجم ہو یا چاند ہو یا سورج  
رخسارِ محمدؐ سے ہر شے نے ضیا پائی  
اک نور کا عالم ہے جس سمت جہدِ دیکھو  
تویرِ محمدؐ سے ذروں نے جلا پائی  
دل ٹوٹ گیا اپنا جی چھوٹ گیا اپنا  
ہم میں غمِ جاناں ہے اور گوشہ تنہائی  
جب مجھ سے گئی ہے اے صحوؒ کیوں سینہ سوزاں



# ادائر النور کی معرکتے الار تصانیف

عنقریب ہم شائع ہونے والی کتابیں

کنز مکتوم \* نور النور \* کلمہ طیبہ { مصنفہ حضرت غوثی شاہ  
طبیات غوثی \* معیت اللہ

کتاب مبین (تفسیر قرآن پارہ اول و دوم)

المرتقا والناص (منظوم)

تقدیس شعر \* رد منافقت

گیارہ مجالس \* اشارات سلوک

سیر عبدیت \* خون پارے \* تذریعہ

مصنفہ حضرت مولانا صحو شاہ

میزان المطلقیت (بار دوم)

رسول جہان، اہرار الوجود

مصنفہ مولانا غوثی شاہ

مواعظ غوثی - پہلی مرتبہ زید اشاعت

مجموعہ تقاریر - حضرت غوثی شاہ علیہ الرحمہ

معرفة الرسول - مولانا غوثی شاہ، خلفاء اربعہ -

مختصر سوانح حضرت پیدما ابوبکر صدیق پیدما عمر ابن الخطاب پیدما عثمان پیدما علی دم اللہ رحمہ

مصنفہ مولانا غوثی شاہ

خوشخبری \_\_\_\_\_ طالباں توحید و دل دکان تصوف کے لئے

فتوحاتِ مکیہ (اردو ترجمہ) اہم اقتباس

مصنفہ حضرت شیخ اکبر ابن عربیؒ اخذ و ترتیب مولانا غوثی شاہ

معارف التنزیل (اردو ترجمہ)

مصنفہ حضرت شیخ اکبر ابن عربیؒ

الوقرانا والناس (تفسیر) مترجمہ مولانا یحییٰ عرفانی

اخذ و ترتیب :- مولانا غوثی شاہ

اسما الالهیہ

اردو ترجمہ: مصنفہ حضرت خواجہ بندہ نوازؒ

مترجمہ :- مولانا یحییٰ عرفانی

اخذ و ترتیب مولانا غوثی شاہ

رازِ شریعت \* معیتِ محمدیؐ

کشف الاعداد \* اورادِ محمدیؐ

کشف الایات \* حسنِ حسینؑ

انا الحق \* اہمیتِ مرکز

آیاتِ ناسخ و منسوخ

مرتبہ :- مولانا غوثی شاہ

ناشر ادبِ النور - بیت النور - چنیل گڑھ حیدرآباد

وہ کتابیں جو دستیاب ہیں (انشاء اللہ تعالیٰ)

مقصد بیعت، مصنفہ حضرت غوثی شاہ

بیعت حسنہ، مصنفہ حضرت صحوی شاہ

سلسلۃ النور (شجرہ)، مصنفہ حضرت صحوی شاہ

\* امراۃ الوجود \* کتاب سلوک

\* تعلیمات صحویہ \* دیارین حج کا سید

\* تذکرہ نعمانی سولہ مخبری حضرت امام اعظم

{ مصنفہ مولانا غوثی شاہ

\* فضائل کاملہ طبعہ

\* سرسری تعاریف حضرت شیخ ابراہیم

\* دیواری شجرہ (دائرہ الوجود)

{ مرتبہ حضرت غوثی شاہ

\* دیواری شجرہ تعلیمات

\* تجلیات اربعہ

مرتبہ مولانا شاہ محمد عبدالقدوس

مولانا شاہ خواجہ عظیم الدین روشن

\* کلیات روشن (شعری مجموعہ)

۱۰ کتابیں جواب جلوہ ویزہ ہو چکی ہیں

کبریٰ، آحمر (اردو ترجمہ)

مصنفہ حضرت بیذاشیخ اکبر

افزودہ ترتیب مولانا غوثی شاہ

\* دعائے عرش العرش \* تبلیغات غوثی - مصنفہ مولانا غوثی شاہ

مصنفہ حضرت شاہ کمال

کلمات کمالیہ

مترجمہ حضرت صحوی شاہ اخذ و تب مولانا غوثی شاہ

اردو ترجمہ

ناشر دائرۃ النور - بیت النور - چنچل گوڑہ حیدر آباد اپنی

مسلم المجتہد خیر الانام حضرت محمد مصطفیٰ (ماخوذ از تقدیس شعر)  
(آدم مولانا حضرت صفوی شاہ)



بشیراً نذیراً سلامٌ علیکم  
اندر صبر و دل کو غفلت کمال تو بخشا  
ازل سے ہی اس در سے دلشگی ہے  
بصیرت عطا کی گئی ہے تم ہی سے  
جسے تم نے چاہا اُسے حق نے چاہا  
تمہارے تبسم کا یہ تو یہ حقیقت  
گھٹانِ عالم میں نکبت تم ہی سے  
لگا ہوں کا نور اور ریحون کی راحت  
وہ تم ہی تھے سو سال سے آگے جو  
تمہارے ہی نقشِ قدم کی تجلی  
ان عارضِ یہ قربان ہوں چاند سوج  
تمہاری ہی زلفوں کی چھاد لکھنا  
بس اب چوم لال بڑھ کے دلیز در کی

سراجاً منیراً سلامٌ علیکم  
دُرِ ایامِ منسا یا سلامٌ علیکم  
غلاموں کے آقا سلامٌ علیکم  
تجلی مولا سلامٌ علیکم  
اور رحمت سرا یا سلامٌ علیکم  
نگارِ مدینہ سلامٌ علیکم  
پسارِ تمنا سلامٌ علیکم  
دلوں کا ڈلا را سلامٌ علیکم  
تویدِ مسیحا سلامٌ علیکم  
یہ دنیا وہ عقبی سلامٌ علیکم  
تم ان کا اجالا سلامٌ علیکم  
وہ لبِ برق آسا سلامٌ علیکم  
یہی ہے تمنا سلامٌ علیکم

حضورِ ی میں سر سے چلا آئے صفوی

معاونینِ کتاب اگر ہو بلا وا سلامٌ علیکم

• شاہ محمد علی عارف صاحب

• مولانا شاہ امام محمدی الدین قیسوی شاہ

• مولانا عبد المنان احمد بلالی شاہ

خواجہ محمد عبد الرزاق چشتی